عشرہ مبشرہ جن کو زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی
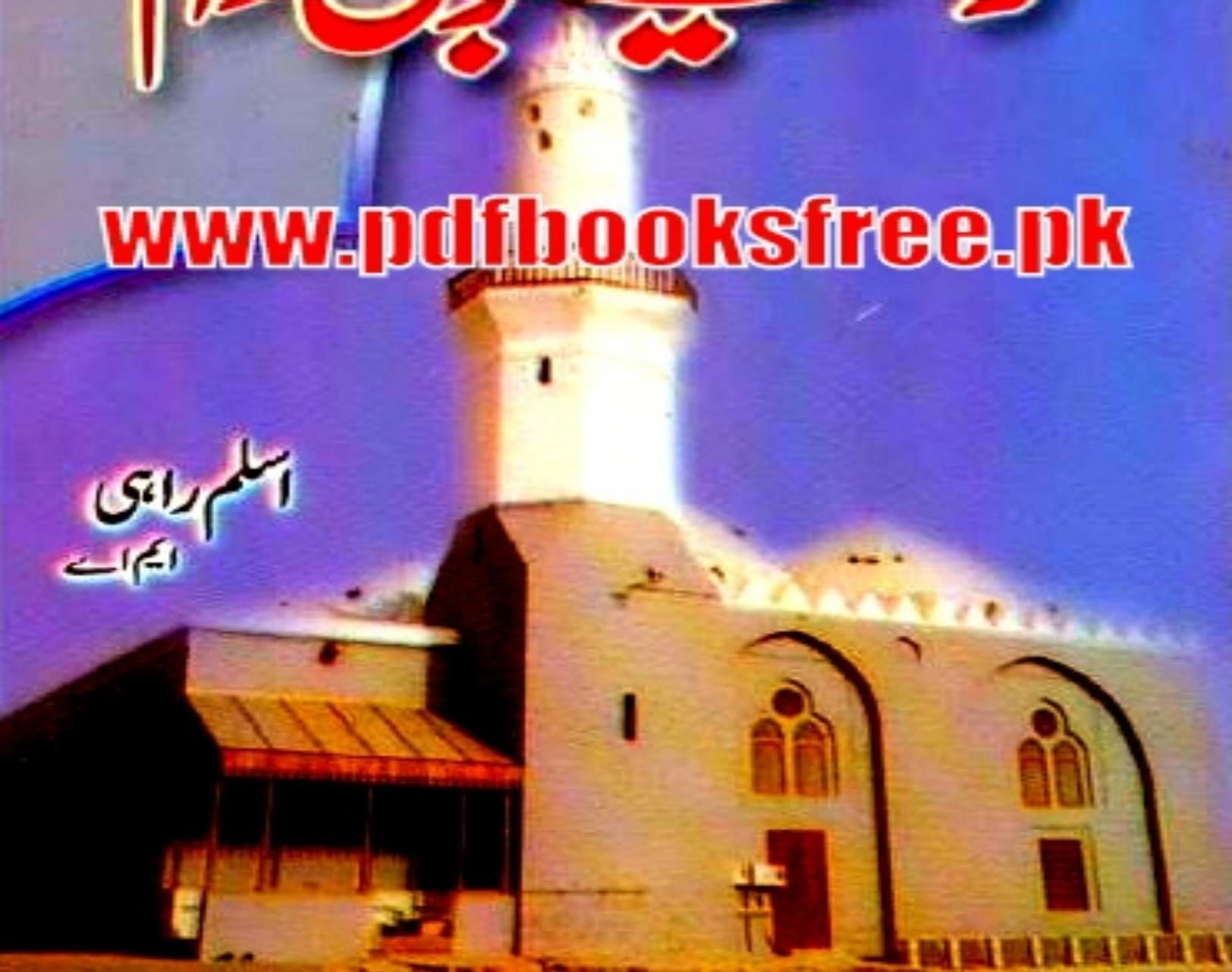
اسلم راہی
ایم اے

نام کتاب ــــــــــ حضرت زبیر بن عوامؓ
مصنف ــــــــــ اسلم راہی ایم اے
پرنٹر ــــــــــ واحد پرنٹر کراچی
قیمت ــــــــــ قیمت -/30 روپے

اسٹاکسٹ

صابری دارالکتب

قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

یونس بک ڈپو	اردو بازار لاہور
عوامی کتاب گھر	اردو بازار لاہور
فہیم بک ڈپو	اردو بازار لاہور
اشرف بک ایجنسی	اقبال روڈ راولپنڈی
کتاب گھر	اقبال روڈ راولپنڈی
شمع بکسٹال	ریگل روڈ فیصل آباد
رحمٰن بک ہاؤس	اردو بازار کراچی
رشید نیوز ایجنسی	فریئر مارکیٹ کراچی
الحبیب نیوز ایجنسی	اسٹیشن روڈ حیدرآباد

نام' نسب' خاندان

زبیر نام' ابوعبداللہ کنیت' حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقب' والد کا نام عوام اور والدہ کا نام صفیہ تھا۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ابن مرہ بن کعب بن لوئی القرشی الاسدی۔ حضرت زبیرؓ کا سلسلہ نسب قصی بن کلاب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے' اور چونکہ ان کی والدہ حضرت صفیہؓ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے' اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بھی حقیقی بھتیجے تھے اور حضرت صدیقؓ کے داماد ہونے کے سبب سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساڑھو بھی تھے اور اس طرح ذات نبویؐ کے ساتھ ان کو متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔

حضرت زبیرؓ ہجرت نبویؐ سے اٹھائیس سال قبل پیدا ہوئے۔ بچپن کے حالات بہت کم معلوم ہیں' لیکن اس قدر یقینی ہے کہ ان کی والدہ حضرت صفیہؓ نے ابتدا ہی سے ان کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ جوان ہو کر ایک عالی حوصلہ' بہادر' اولوالعزم مرد ثابت ہوں۔ چنانچہ وہ بچپن میں عموماً انہیں مارا پیٹا کرتیں اور سخت سے سخت محنت و مشقت کے کام کا عادی بناتی تھیں' ایک دفعہ نوفل بن خویلد جو اپنے بھائی عوام کے مرنے کے بعد ان کے ولی تھے' حضرت صفیہؓ پر نہایت خفا ہوئے کہ کیا تم اس بچے کو اس طرح مارتے مارتے مار ڈالو گی اور بنو ہاشم سے کہا کہ تم لوگ صفیہؓ کو سمجھاتے کیوں نہیں' حضرت صفیہؓ نے حسب ذیل رجز میں اس خفگی کا جواب دیا۔

من قال انی ابغضہ فقد کذب انما اضربہ لکی یلی

جس نے یہ کہا کہ میں اس سے بغض رکھتی ہوں' اس نے جھوٹ کہا' ٹیں

اس کو اس لئے مارتی ہوں کہ عقل مند ہو۔

ویھزم الجیش ویاتی یا سلب الخ

اور فوج کو شکست دے اور مال غنیمت حاصل کرے۔

اس تربیت کا یہ اثر تھا کہ وہ بچپن ہی میں بڑے بڑے مردوں کا مقابلہ کرنے لگے تھے' ایک دفعہ مکہ میں ایک جوان آدمی سے مقابلہ پیش آیا' انہوں نے ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا' لوگ اسے لا دکر شکایۃً حضرت صفیہؓ کے پاس لائے' تو انہوں نے معذرت وعفوخواہی کے بجائے سب سے پہلے یہ پوچھا کہ تم نے زبیرؓ کو کیسا پایا' بہادر یا بزدل۔

اسلام : حضرت زبیرؓ صرف سولہ برس کے تھے کہ نورِ ایمان نے ان کے خانہ دل کو منور کر دیا۔ بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پانچویں یا چھٹے مسلمان تھے' لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا' تاہم سابقین اسلام میں وہ ممتاز اور نمایاں تقدم کا شرف رکھتے تھے۔

حضرت زبیرؓ اگرچہ کمسن تھے' لیکن استقامت اور جانثاری میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔ قبول اسلام کے بعد ایک دفعہ کسی نے مشہور کر دیا کہ مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلیا ہے' یہ سن کر جذبۂ جانثاری سے اس قدر بے خود ہوئے کہ اسی وقت ننگی تلوار کھینچ کر مجمع کو چیرتے ہوئے آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پوچھا' زبیرؓ ! یہ کیا ہے؟ عرض کی ''مجھے معلوم ہوا تھا کہ (خدانخواستہ) حضور گرفتار کرلئے گئے ہیں۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش ہوئے اور ان کیلئے دعائے خیر فرمائی اہل سیر کا بیان ہے کہ یہ پہلی تلوار تھی جو راہ فدویت و جانثاری میں ایک بچے کے ہاتھ سے برہنہ ہوئی۔

ہجرت : عام بلا کشان اسلام کی طرح حضرت زبیرؓ مشرکین مکہ کے پنجہ ظلم وستم سے محفوظ نہ تھے' ان کے چچا نے ہر ممکن طریقہ سے ان کو اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا'

لیکن توحید کا نشہ ایسا نہ تھا جو اتر جاتا' بالآخر اس نے برہم ہو کر اور بھی سختی شروع کی' یہاں تک کہ چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور اس قدر دھونی دیتا کہ دم گھٹنے لگتا' لیکن وہ ہمیشہ یہی کہے جاتے "کچھ کرداب میں کافر نہیں ہو سکتا۔"

غرض مظالم وشدائد سے اس قدر تنگ آئے کہ وطن چھوڑ کر حبش کی راہ لی' پھر کچھ دنوں کے بعد وہاں سے واپس آئے تو خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا قصد کیا' اس لئے انہوں نے بھی یثرب کی مبارک سرزمین کو وطن بنایا۔

مواخات : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت طلحہؓ کو حضرت زبیر کا اسلامی بھائی قرار دیا تھا' لیکن جب مدینہ پہنچنے کے بعد انصار ومہاجرین میں تعلقات پیدا کرنے کیلئے ایک دوسری مواخات منعقد ہوئی تو اس دفعہ حضرت سلمہ بن سلامہ انصاریؓ سے رشتہ اخوت قائم کیا گیا جو مدینہ کے ایک معزز بزرگ اور بیعت عقبہ میں شریک تھے۔

غزوات : غزوات میں ممتاز حیثیت سے شریک رہے' سب سے پہلے غزوۂ بدر پیش آیا' حضرت زبیرؓ نے اس معرکہ میں نہایت جانبازی ودلیری کے ساتھ حصہ لیا' جس طرف نکل جاتے تھے غنیم کی صفیں تہ وبالا کر دیتے تھے' ایک مشرک نے ایک بلند ٹیلے پر کھڑے ہو کر مبارزت چاہی' حضرت زبیرؓ بڑھ کر اس سے لپٹ گئے اور دونوں قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں میں جو سب سے پہلے زمین پر گرے گا' وہی مقتول ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ مشرک پہلے زمین پر گر کر حضرت زبیرؓ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا۔ اسی طرح عبیدہ بن سعید سے مقابلہ پیش آیا' جو سر سے پاؤں تک زرہ پہنے ہوئے تھا' صرف دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ حضرت زبیرؓ نے تاک کر اس زور سے آنکھ میں نیزہ مارا کہ اس پار نکل گیا' اس کی لاش پر بیٹھ کر بمشکل نیزہ کو نکالا' پھل ٹیڑھا

ہو گیا تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور یادگار حضرت زبیرؓ سے اس نیزہ کو لے لیا' اس کے بعد پھر خلفاء میں تبرکاً منتقل ہوتا رہا' یہاں تک خلیفہ ثالثؓ کے بعد حضرت زبیرؓ کے وارث حضرت عبداللہؓ کے پاس پہنچا اور ان کی شہادت تک ان کے پاس موجود تھا۔

وہ جس بے جگری کے ساتھ بدر میں لڑے اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے تھے' تمام جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا' خصوصاً ایک زخم اس قدر کاری تھا کہ وہاں پر ہمیشہ کیلئے گڑھا پڑ گیا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ ہم ان میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔

معرکہ بدر میں حضرت زبیرؓ زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ملائکہ بھی اسی وضع میں آئے ہیں۔ غرض مسلمانوں کی شجاعت و ثابت قدمی نے میدان مار لیا' حق غالب رہا اور باطل کو شکست ہوئی۔

غزوۂ احد : 3ھ میں معرکہ احد کا واقعہ ہوا' اثنائے جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار کھینچ کر فرمایا' کون اس کا حق ادا کرے گا؟ تمام جانثاروں نے بیتابی کے ساتھ اپنے ہاتھ پھیلائے' حضرت زبیرؓ نے تین دفعہ اپنے آپ کو پیش کیا' لیکن یہ فخر حضرت ابو دجانہؓ انصاری کیلئے مقدر ہو چکا تھا۔

جنگ احد میں جب تیر اندازوں کی بے احتیاطی سے فتح شکست سے مبدل ہو گئی اور مشرکین کے اچانک حملے سے غازیانِ دین کے پاؤں متزلزل ہو گئے' یہاں تک کہ شمع نبوت کے گرد صرف چودہ صحابہؓ پروانہ وار ثابت قدم رہ گئے تھے تو اس وقت بھی یہ جانثار حواری جانثاری کا فرض ادا کر رہا تھا۔

(ادارہ)

آپ کا نام زبیرؓ باپ کا نام عوام اور والدہ محترمہ کا نام صفیہؓ بنت عبدالمطلب تھا آپ کی کنیت اپنے بیٹے عبداللہؓ بن زبیرؓ کی نسبت سے ابوعبداللہ تھی لقب آپ کا حواری رسول تھا اس لئے کہ حضورﷺ نے آپ کو اپنا حواری فرمایا تھا آپ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے۔

زبیرؓ بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن سرہ بن کعب بن لوی بن غالب ہے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام ہجرت نبوی سے لگ بھگ اٹھائیس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے آپ کا شمار عشرہ مبشر میں کیا جاتا ہے حضورﷺ کے ساتھ آپ کے کئی رشتے تھے پہلا عظیم اور معتبر رشتہ یہ تھا کہ حضورﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب آپ کی والدہ محترمہ تھیں اس رشتے کے لحاظ سے حضرت زبیرؓ بن عوام حضورﷺ کے پھوپھی زاد تھے۔

دوسرا عظیم اور محترم رشتہ حضورﷺ کے ساتھ حضرت زبیرؓ بن عوام کا یہ تھا

کہ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بھائی عوام بن خویلد حضرت زبیرؓ بن عوام کے والد محترم تھے اس رشتے کے لحاظ سے آپ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے حقیقی بھتیجے اور حضورﷺ حضرت زبیرؓ کے پھوپھا تھے۔

تیسرا رشتہ حضورﷺ کے ساتھ حضرت زبیرؓ بن عوام کا یہ تھا کہ حضرت زبیرؓ حضورﷺ کے ہم زلف بھی تھے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسما بنت ابی بکرؓ آپ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپؓ کی والدہ محترمہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب آپ پر بڑی سختی کرتی تھیں اکثر و بیشتر مارتی پیٹتی تھیں اگر زبیرؓ بن عوام سے کوئی غلطی ہو جاتی تو ان کی والدہ محترمہ حضرت صفیہؓ انہیں خوب مارا پیٹا کرتی تھیں اور انہیں بچپن ہی سے سخت کام کا عادی بناتی تھیں۔

علامہ ابن سعد طبقات ابن سعد کی جلد نمبر تین میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت زبیرؓ بن عوام کے چچا نوفل بن خویلد نے جب حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب کو دیکھا کہ وہ زبیرؓ بن عوام کو مار پیٹ رہی تھیں تو وہ نہایت خفا ہوئے اور حضرت صفیہؓ سے کہا۔

”تم اس بچے کو اتنا کیوں مارتی ہو کیا تم اس کو مارتے مارتے مار ڈالو گی تمہیں پتا نہیں کہ میں اپنے بھائی عوام کے بعد تمہارا سرپرست ہوں۔“

حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کے شوہر حضرت زبیرؓ کے باپ عوام چونکہ فوت ہو چکے تھے اور حضرت زبیرؓ یتیم تھے لہٰذا ان کا چچا نوفل بن خویلد ان کا بڑا خیال رکھتا تھا حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کو ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے

بنو ہاشم سے کہا تم لوگ صفیہ کو سمجھاتے کیوں نہیں ہو اس بچے نے اس کا کیا بگاڑا ہے کیوں یہ اس کو اس قدر مارتی پیٹتی ہے۔

ان کے یہ الفاظ جب حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کے پاس پہنچے تو ان الفاظ کے جواب میں حضرت صفیہؓ نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

''جس نے یہ کہا کہ میں اس بچے سے بغض رکھتی ہوں اس نے جھوٹ کہا میں تو اس کو اس لئے مارتی ہوں کہ یہ عقل و دانش کا حامل ہو اور ایک پورے لشکر کو شکست دے اور مال غنیمت حاصل کرے۔''

والدہ محترمہ کی اس مار پیٹ اور سختی نے حضرت زبیرؓ بن عوام کو بچپن ہی میں بڑا سخت جان دلیر اور بہادر بنا دیا تھا چنانچہ بچپن ہی میں ان کا ٹکراؤ اپنے ایک ہم عمر سے ہو گیا حضرت زبیرؓ بن عوام نے اسے ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا بازو ٹوٹ گیا جس کا بازو ٹوٹ گیا اسے پکڑ کر لوگ ان کی والدہ محترمہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کے پاس لائے اور ان کے بیٹے زبیرؓ بن عوام کی شکایت کرنے لگے۔

جواب میں حضرت صفیہؓ نے سب سے پہلے معذرت کرنے کے بجائے آنے والوں سے یہ سوال کیا۔

''تم نے زبیر کو کیسا پایا بہادر یا بزدل۔''

موسیٰ بن طلحہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ایک ہی سال پیدا ہوئے اور یہ چاروں ہم عمر تھے ان چاروں

میں ایک بات مشترک تھی کہ چاروں مسلمان ہوئے اور چاروں نے اسلام کی وہ خدمت کی کہ ان سنہری کارناموں سے تاریخ کے اوراق ہمیشہ مزین رہیں گے اور چاروں بہترین بہادر تھے اور چاروں کا تعلق عشرہ مبشرہ سے تھا۔

کچھ مورخین کا خیال ہے کہ حضرت زبیر بن عوام سولہ سال کی عمر میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اسلام لانے والوں میں ان کا نمبر پانچواں یا چھٹا ہے اور وہ اصحاب السابقون الاولون میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں جبکہ کچھ مورخین کا کہنا ہے کہ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا ساتھ ہی مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس کم سنی میں بھی استقامت اور جانثاری میں وہ کسی بڑے سے بڑے بہادر سے پیچھے نہ تھے۔

مورخین نے آپ کی جانثاری آپ کی جرأت مندی حضور ﷺ سے آپ کی محبت اور اسلام سے آپ کے خلوص کا ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اسلام پر ثابت قدمی اور جانثاری ان کی ذات کا خاص وصف تھا یہ وصف ان کی ذات میں آخر تک قائم رہا۔

مورخین لکھتے ہیں ایک مرتبہ کسی شیطان نے یہ خبر مشہور کر دی کہ مشرکین نے حضور ﷺ کو گرفتار کر لیا ہے۔

حضرت زبیر بن عوام نے جب یہ سنا تو ان کی حالت عجیب ہو گئی۔ ان کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی۔ مورخین لکھتے ہیں یہ خبر سن کر آپ اسی وقت برہنہ تلوار ہاتھ میں لے کر آندھی اور طوفان کی طرح گھر سے نکلے اور حضور ﷺ کی مدافعت کے لئے ایک طرف چل دیئے۔

جب وہ اس طرح برہنہ تلوار لے کر گھر سے نکلے تو جس شخص نے بھی انہیں اس چھوٹی عمر میں اس طرح تلوار پکڑے دیکھا دنگ اور حیرت زدہ رہ گیا۔

جب اسی حالت میں آپ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے......تو آپ ﷺ نے انہیں شمشیر بدست دیکھا تو حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"زبیرؓ یہ کیا ہے؟"

آپ ﷺ کے استفسار پر حضرت زبیرؓ بن عوام نے عرض کیا۔

"حضور ﷺ مجھے پتہ چلا تھا کہ خدانخواستہ آپ کو گرفتار کرلیا گیا چنانچہ میں تلوار لے کر آیا ہوں کہ جس نے آپ کو پکڑا ہے اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔"

حضور ﷺ نے ان کے منہ سے جب یہ اعلیٰ اور ارفع جملہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کے لئے اور ان کی تلوار کے لئے دعائے خیر فرمائی ساتھ ہی مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی یہ تلوار پہلی تلوار تھی جو راہِ خدا میں جانثاری کے جذبے سے ایک بچے کے ہاتھ سے برہنہ ہو کر نکلی حضرت زبیرؓ بن عوام کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپؓ پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹنا شروع ہو گئے تھے دعوتِ اسلام کو قبول کرنے کے بعد بیگانے تو بیگانے اپنوں نے بھی آپؓ کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا تھا مشرکین تو ہر اسلام قبول کرنے والے کو ہدف بناتے تھے اور انہوں نے حضرت زبیرؓ بن عوام کو بھی اپنا نشانہ بنایا لیکن سب سے بڑی بات بیگانے تو ایک طرف رہے خود آپؓ کے چچا نے آپؓ کو ظلم وستم اور تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا تھا چنانچہ مورخین لکھتے ہیں کہ

آپؓ کا چچا آپ کو الٹا لٹا لیتا اور اس قدر دھویں کی دھونی دیتا کہ آپؓ کا دم گھٹنے لگتا اس کے باوجود آپؓ اپنے چچا کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے۔

"لا ارجع الی الکفر ابدا"

(یعنی میں اب کفر کی طرف ہرگز نہیں لوٹ سکتا۔)

توحید کی محبت ایسی تھی کہ جس نے بھی اسلام قبول کیا جو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوا ظلم و ستم کی ترشی تشدد اور مظالم کی کڑواہٹ ایمان کی اس محبت کو دور نہ کر سکی۔

جب مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی گئی نئے اسلام قبول کرنے والے برابر مشرکین اور قریش کے ظلم و ستم کا ہدف بنتے رہے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے حضورﷺ نے ایک روز اپنی زبان مبارک سے ان مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"تم اللہ کی زمین پر کہیں چلے جاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ عنقریب تم لوگوں کو جمع کر دے گا۔"

آپ کے ان الفاظ کے جواب میں لوگوں نے پوچھا۔

"حضورﷺ کہاں جائیں؟"

آپﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"حبشہ کی طرف چلے جائیں۔" مورخین لکھتے ہیں کہ آپ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا۔

"ھی ارض صدق"

(یعنی وہ صدق وراستی کی سرزمین ہے۔)

چنانچہ حضورﷺ کا یہ حکم ملنے کے بعد ایمان لانے والوں کا ایک قافلہ مکہ سے حبشہ کی طرف کوچ کر گیا اس قافلے میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ اس مختصر قافلے نے پانچ نبوی ماہ رجب میں حبشہ کی طرف ہجرت کا سفر شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوشنودی کے لئے غریب الوطنی اختیار کرنے والے ان مقدس افراد میں حضرت زبیرؓ بن عوام بھی شامل تھے۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد جب حضرت زبیرؓ بن عوام حبشہ سے لوٹے تو حضورﷺ نے خود مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایات جاری رکھیں چنانچہ حضرت زبیرؓ بن عوام دیگر صحابہ کرام کی طرح مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف گئے اور اس مقدس سرزمین کو اپنی قیام گاہ بنالیا۔

......☆☆......
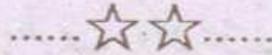
جہاں تک حضرت زبیرؓ بن عوام کے حضورﷺ کے ساتھ مختلف غزوات میں شرکت کرنے کا تعلق ہے تو اسلام میں سب سے پہلا غزوہ بدر نمودار ہوا جس کے لئے حضورﷺ صحابہ کو لے کر بارہ رمضان مبارک سن ۲ ہجری بروز اتوار مدینہ سے میدان بدر کی طرف روانہ ہوئے تھے تا کہ قریش کا مقابلہ کیا جا سکے کل صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی ان میں سے چوہتر مہاجرین اور باقی انصار تھے۔

ان تین سو تیرہ جانثاروں اور مجاہدوں کے پاس ستر اونٹ اور کل دو گھوڑے تھے کہا جاتا ہے کہ دو گھوڑوں میں ایک گھوڑا حضرت مقدادؓ کے پاس تھا اور دوسرا حضرت زبیرؓ بن عوام کے پاس تھا علامہ ابن سعد نے طبقات میں ایک اور گھوڑے کا بھی ذکر کیا ہے جو حضرت مرثد بن ابی مرثد کے پاس تھا۔

حضورﷺ کی سرکردگی میں صحابہ کرام کے اس مقدس گروہ نے چار پانچ روز میں اسی میل کی مسافت طے کی اور قریش کے اس تجارتی قافلے کا رخ کیا جس کا سامان بعد میں مسلمانوں کے خلاف کام آ سکتا تھا مقصد اس قافلے کا تجارتی سامان ضبط کرنا تھا۔

بہر حال میدان بدر میں مسلمان اور کفار آمنے سامنے ہوئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ایک روز حضورﷺ میدانِ جنگ میں تشریف فرما تھے کہ حضورﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور چند دوسرے معتبر دوسرے صحابہ کو قریش کی خبر لانے کے لئے روانہ فرمایا تا کہ پتہ چل سکے کہ ان کے لشکر کی تعداد کتنی ہے۔ اور کون کون سے قریش کے لوگ اس میں شامل ہیں۔

کہتے ہیں اتفاق سے ان محترم حضرات کے ہاتھ دو غلام لگ گئے جب ان سے پوچھ گچھ کی گئی کہ قریش کے لشکر کی تعداد کتنی ہے تو ان کا جواب ایک ہی تھا کہ بہت ہیں دراصل وہ صحیح تعداد نہیں بتانا چاہتے تھے لہٰذا انہیں پکڑ کر حضورﷺ کے پاس لایا گیا۔ حضورﷺ نے ان سے اطلاعات حاصل کرنے کے لئے ان پر سختی نہ کی بلکہ آپﷺ نے ان دونوں غلاموں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ قریش کا لشکر جو ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے آ رہا ہے وہ روزانہ کھانے کے لئے کتنے اونٹ ذبح کرتا ہے؟“

اس پر ان غلاموں نے کہا۔

''ایک روز نو اور ایک روز دس اونٹ کفار کا لشکر ذبح کرتا ہے۔''

ان غلاموں کا یہ جواب سن کر آپ ﷺ خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

''بس پتہ چل گیا ان کی تعداد ہزار اور نو سو کے درمیان ہے۔''

اس کے بعد حضورؐ نے ان دونوں غلاموں سے قریش کے ان بڑے بڑے لوگوں کے نام پوچھے تو انہوں نے بتا دیئے یہ سب کچھ سن کر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''مکہ نے آج اپنے جگر گوشوں کو تمہاری طرف بھیج دیا ہے۔'' اس طرح حضور ﷺ نے ان دونوں غلاموں سے قریش کے لشکر کا سارا حال معلوم کر لیا تھا۔''

میدانِ بدر میں جب قریش اور مسلمانوں کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے استوار ہوئے تو اس پہلی جنگ میں حضرت زبیرؓ بن عوام نے نہایت دلیری، جانبازی جرأت مندی اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ مورخین لکھتے ہیں جنگ کے دوران حضرت زبیرؓ بن عوام جس طرف نکل جاتے دشمن کی صفوں کو تہہ بالا کرتے چلے جاتے تھے جنگ بدر میں حضرت زبیرؓ بن عوام کے جوش و جذبے کا یہ عالم تھا کہ ایک مشرک نے ایک بلند ٹیلے پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو مقابلہ کرنے کی دعوت دی۔

حضرت زبیرؓ بن عوام نے جونہی اس کی آواز سنی تو آپ بڑی تیزی سے اس کی طرف لپکے ٹیلے پر چڑھ کر اس سے لپٹ گئے دونوں قلابازیاں کھاتے

ہوئے نیچے آنے لگے۔

حضور ﷺ نے ان کو دیکھ کر اپنے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے کہا۔

''ان میں جو سب سے پہلے زمین پر گرے گا وہ مقتول ہوگا اور دوسرا قاتل چنانچہ ایسا ہوا وہ مشرک پہلے زمین پر گرا اور حضرت زبیرؓ کے ہاتھوں قتل ہو کر جہنم واصل ہو گیا۔''

غزوہ بدر کفار اور مسلمانوں کے درمیان پہلا ٹکراؤ تھا اس ٹکراؤ میں مسلمانوں نے کمال ہمت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور کفار کے بڑے بڑے سردار اور سورما اس جنگ میں کام آئے اس جنگ میں قریش کا ایک سورما عبیدہ بن سعید بن العاص سر سے لے کر پاؤں تک لوہے میں غرق ہو کر جنگ میں حصہ لینے کے لئے آیا تھا۔

بڑی ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ دونوں لشکریوں کے درمیان آیا اس موقع پر اس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں باقی جسم کے سارے حصے کو اس نے لوہے میں چھپا رکھا تھا میدان میں نکل کر عبیدہ بن سعید العاص نے مسلمانوں کو پکارا مقابلے کیلئے للکارا ساتھ میں کہنے لگا۔

''میں ابو ذات الکرش ہوں۔''

اس کی یہ پکار اور للکار سن کر حضرت زبیرؓ بن عوام آگے بڑھے اس موقع پر آپؓ کے ہاتھ میں ایک برچھی تھی۔

آپؓ کے ہاتھ میں برچھی دیکھ کر عبیدہ بن سعید بن العاص خوش ہوا خیال کرنے لگا جو لوہا اس نے سر سے لے کر پاؤں تک سجا رکھا ہے اس پر زبیرؓ بن عوام

کی یہ برچھی کیا کام کرے گی لیکن اس کی غلط فہمی دھوکہ اور فریب نظر تھا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام آندھی اور طوفان کی طرح اس کی طرف بڑھے برچھی کو تولا اور ایسا بے خطا نشانہ مارا کہ اپنی برچھی اس کی ایک آنکھ میں پیوست کر دی یہ برچھی لگنے سے وہ زمین پر گرا اور ٹھنڈا ہو گیا حضرت زبیرؓ بن عوام نے وہ برچھی اس قوت سے ماری تھی کہ اس کے مرنے کے بعد آپؓ نے اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر بڑی مشکل سے برچھی اس کی آنکھ سے نکالی اور زور سے مارنے کی وجہ سے برچھی کے دونوں سرے ٹیڑھے بھی ہو گئے تھے۔

کفار کے اس سورما اور تیغ زن کو قتل کرنے کے بعد پھر آپؓ مشرکین مکہ کے اندر گھس کر اور ان کے ساتھ اس قدر زوردار انداز میں تیغ زنی کی اور ایسے خوفناک حملے ان پر کئے کہ آپؓ کی تلوار میں دندانے پڑ گئے تھے اور خود حضرت زبیرؓ بن عوام بھی زخموں سے چور ہو گئے تھے۔

تاریخ کے اوراق میں حضرت زبیرؓ بن عوام کے دو زخموں کا بڑا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے ایک زخم حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے دور میں جنگ یرموک کے درمیان حضرت زبیرؓ بن عوام کو لگا تھا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام نے اپنی جس برچھی سے عبیدہ بن سعید بن العاص کا خاتمہ کیا تھا جنگ بدر کے اختتام پر حضورﷺ نے وہ برچھی حضرت زبیرؓ بن عوام سے مانگ لی تھی اس کے بعد یہ برچھی حضورﷺ ہی کے پاس رہی۔

حضورﷺ کی رحلت کے بعد یہ برچھی چاروں خلفاء میں منتقل ہوتی رہی۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد یہ برچھی ان کے صاحبزادوں کے پاس

رہی تھی۔

اس کے بعد حضرت زبیرؓ بن عوام کے محترم بیٹے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے یہ برچھی اپنے باپ کی نشانی کے طور پر حضرت علیؓ بن ابی طالب کے صاحبزادوں سے لے لی تھی۔

جب حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کی شہادت ہوئی تو اس وقت یہ برچھی ان کے پاس تھی بعد میں کہاں گئی اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔

اس کے علاوہ جنگ بدر میں جو تلوار حضرت زبیرؓ بن عوام نے استعمال کی تھی اور دشمن کے خلاف قتال کرتے ہوئے ان کی جس تلوار پر دندانے پڑ گئے تھے وہ بھی حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کی شہادت کے وقت ان کے پاس تھی۔

ان کا وہ سامان جو لوگوں کے حصے میں آیا اس میں یہ تلوار بھی تھی۔

کہتے ہیں خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے بھائی عروہ بن زبیرؓ کو ایک روز اپنے پاس بلایا اور انہیں مخاطب کر کے کہا۔

''کیا تم اس تلوار کو پہچان لو گے جو تمہارے والد محترم نے بدر کے روز استعمال کی تھی؟''

انہوں نے کہا۔''ضرور۔''

اس پر عبدالملک بن مروان نے پوچھا۔''اس کی کیا شناخت ہے؟''

اس پر عروہ بن زبیرؓ نے کہا۔''وہ دندانے جو غزوہ بدر میں اس تلوار پر پڑ گئے تھے وہی اس کی شناخت ہے۔''

عبدالملک عروہ بن زبیرؓ کے اس جواب پر بے حد متاثر ہوا چنانچہ فوراً اس

نے وہ تلوار عروہ بن زبیرؓ کے حوالے کردی تھی عروہ بن زبیرؒ فرمایا کرتے تھے۔

''اس تاریخی تلوار کی قیمت تین ہزار تک لگائی گئی لیکن ہم نے وہ تلوار نہ دی پھر بعد میں ہمارے خاندان کے ایک شخص نے اس تلوار کو فروخت کردیا جس کا مجھے بے حد افسوس ہوا۔''

حضرت زبیرؓ بن عوام کے بیٹے حضرت عروہ بن زبیرؒ فرماتے ہیں کہ ان کے والد محترم کے غزوہ بدر میں جو کاری زخم آئے تھے وہاں ایک گڑھا پڑ گیا تھا اور بچپن میں ہم اس گڑھے میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے آپ کے جسم پر دو گہرے زخم تھے ایک زخم انہیں جنگ بدر میں آیا، دوسرا جنگ یرموک میں، حضرت زبیرؓ بن عوام نے جنگ بدر میں اپنی بہادری ثابت قدمی اور جرأت مندی اور جانثاری کے وہ جوہر دکھائے جو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

......☆☆......

غزوہ بدر ہی کی طرح حضرت زبیرؓ بن عوام نے غزوہ احد میں بھی اپنی بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کیا غزوہ بدر کے ایک سال بعد غزوہ احد پیش آیا جب احد کے مقام پر کفار کا لشکر مسلمانوں کے مقابل آیا تو اس موقع پر کفار کے لشکر میں ایک جوش تھا اس لئے کہ وہ مسلمانوں سے بدر کی اپنی شکست کا انتقام لینا چاہتے تھے۔

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ اس موقع پر حضور پاک ﷺ پیادہ پا گھوم کر صفیں درست فرما رہے تھے جب صفیں درست ہو گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب تک میں حکم نہ دوں ہرگز جنگ شروع نہ کی جائے۔"

اس کے بعد حضورؐ نے صحابہ کرام کو پامردی ثابت قدمی اور استقلال کی تاکید فرمائی ان میں دلیری اور بہادری کی روح پھونکتے ہوئے ایک برہنہ تلوار ہاتھ میں لے کر حضور ﷺ نے فرمایا۔

"من یاخذ ھذا السیف بحقہٖ"

(یعنی کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے۔)

حضور ﷺ کے منہ سے یہ کلمات سن کر بہت سے محترم حضرات اس تلوار کے طالب ہوئے یہ تلوار حضرت عمر فاروقؓ نے طلب کی حضرت علیؓ بن ابی طالب نے مانگی حضرت زبیرؓ بن عوام نے بھی اس کا مطالبہ کیا لیکن آپ ﷺ نے وہ تلوار کسی کو نہ دی۔ پھر انصار میں سے ایک صحابی حضرت ابو دجانہؓ سماک بن خدشہ نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ ''اے اللہ کے رسول ﷺ۔ اس تلوار کا حق کیا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا حق یہ ہے کہ اس سے خدا کے دشمنوں کو مارے یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔''

ایک روایت میں ہے۔ ''اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو کبھی قتل نہ کرنا اور اس کو لے کر کبھی کسی کافر کے مقابلے سے فرار نہ ہونا۔''

ابو دجانہؓ نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ میں اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اسی وقت تلوار حضرت ابو دجانہؓ کے حوالے کر دی تھی

حضرت ابو دجانہؓ بڑے جانباز، بڑے شجاع، بہادر اور دلیر تھے لڑائی کے وقت اکثر ان پر جرأتمندی کی خاص کیفیت طاری ہوتی تھی ان کے پاس ایک سرخ پٹی ہوتی تھی جب وہ اس کو اپنے سر پر باندھ لیتے تو لوگ سمجھ لیتے کہ اب وہ موت سے لڑنے کے لئے تیار ہیں چنانچہ انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ سے تلوار لی سر پر سرخ پٹی بھی باندھ لی مورخین لکھتے ہیں کہ اس تلوار پر ایک شعر بھی رقم تھا

جس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

"بزدلی میں عار ہے آگے بڑھنے میں عزت ہے۔ انسان بزدلی کر کے شمشیر سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔"

حضرت ابودجانہؓ سر پر سرخ رومال باندھنے کے بعد دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور انہیں الٹ پلٹ کرتے چلے گئے تھے جو مشرک بھی اس تلوار کی زد میں آتا اسے ڈھیر کرتے چلے جاتے تھے اس تلوار کے حق کی ادائیگی کا عزم صمیم کئے ہوئے وہ دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے تک چلے گئے تھے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کا بیان ہے۔ "حضورﷺ نے جب یہ تلوار دینا چاہی تو میں نے بھی ہاتھ آگے بڑھایا۔" کچھ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ تین بار ہاتھ آگے بڑھایا لیکن حضورﷺ نے وہ تلوار مجھے نہیں حضرت ابودجانہؓ کو مرحمت فرمائی۔

حضرت زبیرؓ بن عوام یہ بھی فرماتے تھے۔ "مجھے بہت تعجب ہوا کہ میں قریش کا مشہور شمشیر زن ہوں حضورﷺ سے رشتہ بھی نہایت قریب کا ہے میری والدہ آپ کی پھوپھی ہیں قریشی ہوں مہاجر ہوں میں نے ابودجانہؓ سے پہلے تلوار مانگی تھی پھر بھی آپﷺ نے مجھے تلوار عنایت نہ فرمائی تھی میرے مقابلے میں آپﷺ نے سماکؓ بن خدشہ یعنی ابودجانہؓ کو مجھ پر ترجیح دی چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابودجانہؓ کا پیچھا کیا اور دیکھنا چاہا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے پیچھے ہولیا دیکھا ابودجانہؓ نے ایک سرخ پٹی نکالی اس کو سر پر باندھ لیا لوگوں نے کہا۔

"یہ عصابت الموت ہے یعنی موت کی پٹی ہے جب ابو دجانہؓ مرنے مارنے کی ٹھان لیتے تب یہ پٹی باندھا کرتے تھے بہادرانہ اور جانثارانہ انداز میں آگے بڑھے اور اس وقت جو شعر پڑھ رہے تھے اس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

"میں نے نخلستان کے دامن میں اپنے حبیب ﷺ سے عہد کیا ہے کہ میں کبھی صفوں کے پیچھے نہ رہوں گا اور اللہ اور اس کی تلوار سے اس کے دشمن کو مارتا رہوں گا۔"

حضرت زبیرؓ بن عوام نے دیکھا کہ ابو دجانہؓ دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے اور لاشوں پر لاشیں گراتے ہوئے چلے جا رہے تھے جو بھی مشرک ملتا ان کی تلوار کے باعث لقمہ اجل بن جاتا تھا مشرکین میں سے ایک شخص ہمارے جس زخمی کو پاتا اس کو ڈھیر کر دیتا یہ دونوں رفتہ رفتہ قریب ہو رہے تھے میں نے دل میں دعا کی کہ دونوں میں ٹکر ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا دونوں نے ایک دوسرے پر ایک ایک وار کیا لیکن دوسرے ہی وار میں سماکؓ بن خدشہ نے دشمن کو ڈھیر کر دیا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام فرماتے ہیں۔ "میں نے ابو دجانہؓ کو دیکھا کہ ہندہ بنت عقبہ زوجہ ابوسفیان کے سر کے درمیان تلوار بلند کی پھر ہٹالی میں نے کہا۔

"اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔

ایسا ہی واقعہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے ساتھ پیش آیا تھا انہوں نے بھی اس موقع پر حضورؐ سے تلوار مانگی تھی لیکن حضورؐ نے انہیں دینے کے بجائے

ابو دجانہؓ کو دی تھی لہٰذا ابو دجانہؓ کی کارگزاری کا جائزہ لینے کے لئے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بھی ان پر گہری نظر رکھتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے رہے تھے۔

جنگ احد کے آغاز میں قریش کے لشکر کا علم بردار ابی طلحہ تھا وہ میدان میں آیا اور مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارا۔ کہتے ہیں یہ شخص قریش کا بڑا بہادر شہسوار سورما اور عمدہ تیغ زن تھا اور قریش کے لوگ اسے لشکر کا مینڈھا کہہ کر پکارتے تھے۔

وہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور مسلمانوں کو دعوت مبارزت دی اور کہا۔

"اے محمد ﷺ کے ساتھیو! تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری تلواروں سے جلدی جہنم میں پہنچاتا ہے اور ہماری تلواروں سے تمہیں جلد جنت میں پہنچاتا ہے لہٰذا تم میں کوئی ہے جسے میری تلوار اسے جنت یا اس کی تلوار مجھے جہنم میں پہنچائے۔"

مورخین لکھتے ہیں کہ ابی طلحہ کی اس پکار اور للکار کو سن کر حضرت زبیرؓ بن عوام آگے بڑھے دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے قریش جسے لشکر کا مینڈھا پکارتے تھے۔ حضرت زبیرؓ بن عوام آندھی اور طوفان کی طرح اس پر حملہ آور ہوئے چشم زدن میں حضرت زبیرؓ بن عوام جست لگا کر اس اونٹ پر چڑھ گئے جس پر اس وقت ابی طلحہ بیٹھ کر مقابلہ کر رہا تھا اسے اپنی گرفت میں لے کر زمین پر کود گئے اور اسے کاٹ کر رکھ دیا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کی اس کارگزاری پر حضور ﷺ نے فرط مسرت اور

خوشی میں نعرہ تکبیر بلند فرمایا اس کے بعد سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضورﷺ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ بن عوام ہیں۔''

ابی طلحہ کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا کلاب بن ابی طلحہ مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترا حضرت زبیرؓ بن عوام اس سے بھی ٹکرائے اور اس کو بھی موت کے گھاٹ اتار کر جہنم رسید کر دیا۔

جنگ احد کے آخر میں جس وقت چند مسلمانوں کے اس درّے کو چھوڑنے کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی تھی اور کفار نے پیچھے سے حملہ کر کے حضورﷺ کو اپنے گھیرے میں لینے کی کوشش کی اور اس اچانک حملے کی وجہ سے صحابہ کرام منتشر ہو گئے تو حضورﷺ نے صحابہ کرام کو آواز دی۔

''یعنی اے اللہ کے بندوں ادھر میری طرف آؤ۔''

اس وقت تیس صحابہ کرام آپﷺ کے ساتھ تھے لیکن جب دشمن کا دباؤ پڑا تو اس ریلے میں یہ حضرات بھی جدا ہو گئے اور ایک درجن یا اس سے بھی کم حضرات آپﷺ کے ساتھ رہ گئے دشمن کا سارا زور اب آپﷺ پر تھا اس لئے صحابہ کرام اس موقع پر حضورﷺ سے قریب تر ہونے کی کوشش کرتے رہے۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں۔ ''آپﷺ کے ساتھ گیارہ انصار اور ایک مہاجر یعنی طلحہؓ بن عبید اللہ رہ گئے تھے۔'' علامہ ابن سعد نے چودہ صحابہ کرام

کے نام دیئے ہیں جن میں سات مہاجر اور سات انصار تھے مہاجرین میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، فاروق اعظمؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ، حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح تھے۔

غرض کہ حضرت زبیرؓ بن عوام اس وقت بھی جب غازیان اسلام کے پاؤں متزل ہو گئے تھے شمع نبوت کے گرد پروانہ وار پھر رہے تھے اور یہ جانثارانِ نبوت اس وقت بھی اپنی جانثاری کا فریضہ ادا کر رہے تھے۔

مورخین روایات کرتے ہیں کہ عائشہؓ صدیقہ اپنے بھانجے عروہ بن زبیرؓ کو مخاطب کر کے کہا کرتی تھیں۔

"میرے بھانجے تیرے والد زبیرؓ بن عوام اور تیرے نانا ابوبکرؓ صدیق بھی ان لوگوں میں تھے جب حضور ﷺ کو جنگ احد میں جو صدمہ پہنچا تھا وہ پہنچ چکا اور مشرک مکہ کی طرف واپس ہو گئے تو آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ مشرک پھر لوٹ کر نہ آ جائیں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "کون کفار کا تعاقب کرتا ہے؟""

چنانچہ یہ فرمان نبوی سن کر ستر صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے فرمان کو قبول کیا ان حضرات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت زبیرؓ بن عوام شامل تھے۔

یہ سب افراد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر پہنچے تو مشرکین ان کو دیکھ کر ڈر گئے کہ ابھی مسلمانوں میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ وہ ہمارے

تعاقب میں آ نکلے ہیں چنانچہ قریش ڈاکو مکہ کی طرف بھاگے اور پھر لوٹنے کا نام نہ لیا۔

غزوہ بدر کی طرح غزوہ احد میں بھی کفار کو خاصا نقصان اٹھانا پڑا اب مدینہ میں مسلمانوں کی طاقت دن بدن زور پکڑتی جارہی تھی جس کی فکر قریش مکہ ہی کو نہیں بلکہ مدینہ میں رہنے والے یہودیوں کو بھی فکر لاحق ہوگئی تھی۔

یہ دونوں گروہ ہر وقت اسی فکر میں رہتے کہ کسی نہ کسی طرح مدینہ کی اسلامی حکومت کو ختم کردیا جائے چنانچہ شوال ۵ ہجری کو مشرکین اور یہودیوں کی مشترکہ سازش سے دس ہزار کے مجموعی لشکر نے ایک طے شدہ منصوبے کے تحت مدینہ کی مسلم حکومت کو تاخت وتاراج کرنے کے لئے مدینہ کا رخ کیا۔

یہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ مسلمانوں نے اس سے قبل اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا تھا نہ ہی ان کے وہم وگمان تھا کہ عرب کے قبائل اس طرح متحد ہوکر اور ایک محاذ بنا کر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔

دوسری طرف مسلمان بھی مشرکین اور یہودیوں کے اس گٹھ جوڑ سے غافل نہیں تھے مسلمان بڑی گہری نگاہ سے ان دونوں کا جائزہ لے رہے تھے چنانچہ جب کفار کا لشکر مسلمانوں کے خلاف حرکت میں آیا تو حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کی تجویز کے مطابق مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا منصوبہ بنایا۔

حضور ﷺ نے جہاں جہاں خندق کھودی جانی تھی وہاں خود حدود مقرر فرمائی تھیں اور ایک طرح سے ایک خط کھینچ کر دس دس آدمیوں پر دس دس گز

زمین کھودنا تقسیم کردی تھی۔

خندق اس قدر گہری کھودی گئی کہ نیچے سے تری نکل آئی اور اس قدر تیزی اس قدر جفاکشی اس قدر جوش اور جذبے میں کھودی گئی کہ صحابہ کرام اس کام سے چھ روز میں فارغ ہو گئے۔

اس جنگ کو دو نام دیئے گئے تھے جنگ احزاب اور جنگ خندق اور اس جنگ میں حضرت زبیرؓ بن عوام اسلامی لشکر کے اس حصے میں مقرر ہوئے تھے جہاں عورتیں تھیں۔

جنگ کے دوران حضرت زبیرؓ بن عوام نے جنگ بدر ہی کی طرح بہترین جذبے بہترین جانثاری اور جفاکشی اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اس جنگ میں حضرت زبیرؓ بن عوام مشرکین کی طرف سے آنے والے عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ سے ٹکرائے اس نے اپنے سر پر آہنی خود پہن رکھا تھا اس پر حضرت زبیرؓ بن عوام نے اس قدر زور سے اپنی تلوار کا وار کیا کہ سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

کہتے ہیں یہ سماں دیکھنے والوں میں سے کسی ایک نے کہا۔

”کیا اچھی تلوار ہے؟“

مورخین کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کو یہ الفاظ سن کر غصہ آ گیا مطلب یہ تھا کہ یہ تلوار کا کمال نہیں بلکہ اس ہاتھ کا کمال ہے جو ہاتھ اس تلوار کو حرکت میں لا رہا تھا۔

اسی غزوہ خندق کے موقع پر بنو قریظہ نے جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا مسلمانوں کے ساتھ بے وفائی اور غداری کا ثبوت دیا حالانکہ بنو قریظہ کا

مسلمانوں سے معاہدہ تھا کہ وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے لیکن قریش مکہ کے اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر بنو قریظہ کے یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی شکست یقینی ہے اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہوا تھا وہ توڑ دیا۔

حضور ﷺ کو جب یہودیوں کی اس عہد شکنی کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"کون اس قوم کی خبر لے کر آئے گا؟"

اس پر حضرت زبیرؓ بن عوام آگے بڑھے اور فرمایا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں۔"

مورخین لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تین بار اپنا یہ جملہ دہرایا۔

"کون اس قوم کی خبر لائے گا؟"

اور تینوں بار حضرت زبیرؓ بن عوام نے آگے بڑھ کر فرمایا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں۔"

آپؓ کا یہی جواب سن کر ایک بار پھر حضور ﷺ نے فرمایا۔

"لکل نبی حواری و حواری ال زبیرؓ"

(یعنی ہر نبی کے لئے ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔)

ایک اور روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت زبیرؓ بن عوام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔

"ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے اور میری پھوپھی کا

بیٹا بھی ہے۔"

جس طرح جنگ احد میں حضورﷺ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے لئے فرمایا تھا۔

اسی طرح جنگ خندق میں جنگ کے نازک اور خوفناک وقت میں اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر حضرت زبیرؓ بن عوام کا اس طرح بے خطرا کیلے آمد و رفت کر کے دشمنوں کی خبر لانا ایک بہت اہم اور خطرناک کام تھا اور ان کی اس جان بازی اور بہادری اور جانثاری اور شجاعت کو دیکھتے ہوئے حضورﷺ نے انہیں بھی مخاطب کر کے فرمایا۔

"فداک ابی و امی"

(یعنی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔)

اس سلسلے میں حضرت زبیرؓ بن عوام کے بیٹے حضرت عروہؓ بن زبیرؓ فرماتے ہیں۔

"ایک روز میں نے اپنے والد محترم سے کہا۔

"میں نے جنگ خندق میں آپؓ کو ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار دیکھا تھا۔"

اس پر حضرت زبیرؓ بن عوام نے فرمایا۔ "اے میرے بیٹے واقعی تم نے دیکھا تھا؟"

اس پر عروہؓ بن زبیرؓ کہنے لگے۔ "ہاں۔"

جواب میں حضرت زبیرؓ بن عوام نے فرمایا۔

"بیٹے اس روز حضور ﷺ نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع فرمادیا تھا آپ ﷺ فرمارہے تھے۔

"فداک ابی و امی"

(میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تیر چلاؤ۔)

مورخین لکھتے ہیں یہی الفاظ حضور ﷺ نے جنگ احد میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بارے میں بھی فرمائے تھے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سعدؓ کے سوا اور کسی کے لئے "فداک ابی و امی" کے الفاظ نہیں سنے لیکن دوسری روایات میں حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی نسبت بھی یہی الفاظ آئے ہیں البتہ مورخین اور محدثین کا یہی فیصلہ ہے کہ غزوہ بدر میں یہ الفاظ حضور ﷺ نے صرف حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے لئے فرمائے تھے۔

جس طرح زبیرؓ بن عوام نے جنگ بدر، جنگ احد اور جنگ خندق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اسی طرح بیعت رضوان میں بھی حضرت زبیرؓ بن عوام نے پورے جوش اور جذبے کے ساتھ حصہ لیا۔

......☆☆......
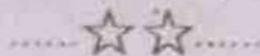
غزوہ خیبر یہودیوں اور مسلمانوں کا ایک اہم معرکہ خیال کیا جاتا ہے اس معرکے میں بھی حضرت زبیرؓ بن عوام نے اپنی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے مسلمانوں کے ہاتھوں جب ناطم نام کا قلعہ فتح ہوا اور یہودیوں کا سورما مرحب مارا گیا تب مرحب کا بھائی نام جس کا یاسر تھا اپنے بھائی کے مارے جانے پر طیش میں آکر اور غضب ناک ہو کر میدان میں اترا اور مسلمانوں کو دعوت مبارزت اور انفرادی مقابلے کی دعوت دی۔

اس جنگجو سورما کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت زبیرؓ بن عوام آگے بڑھے۔ مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ یاسر اس قدر تنومند قوی ہیکل اور لحیم شحیم تھا کہ حضرت زبیرؓ جسمانی لحاظ سے اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھے۔

اس جنگ میں حضرت زبیرؓ بن عوام کی والدہ محترمہ یعنی حضورﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب بھی شامل تھیں چنانچہ جب ان کے فرزند حضرت زبیرؓ بن عوام اس یہودی سورما کا مقابلہ کرنے کے لئے گئے تو اس کی

جسمانی ساخت کو دیکھتے ہوئے انہیں بھی اس کے مقابلے میں اپنے بیٹے کے مارے جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا چنانچہ اسی صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا۔

''یارسول اللہ ﷺ میرا لخت جگر آج جام شہادت نوش کرے گا؟''

اپنی پھوپھی صفیہؓ بنت عبدالمطلب کے ان الفاظ کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا۔

''نہیں بلکہ زبیرؓ اس کو قتل کرے گا۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا تھوڑی دیر کے مقابلے کے بعد حضرت زبیرؓ بن عوام نے اسے اپنے سامنے بے بس کر دیا اور اسے قتل کر کے جہنم رسید کر دیا۔

مسلمانوں اور کفار کے درمیان حدیبیہ کا معاہدہ دس سال کے لئے ہوا تھا اس قرارداد سے اور اس معاہدے سے فریقین ایک دوسرے سے مطمئن بھی تھے لیکن کفار نے جلد ہی اس معاہدے کی دھجیاں بکھیرنا شروع کر دیں چنانچہ قریش کے انہی رویوں کو دیکھتے ہوئے حضورؐ نے مکہ کو فتح کرنے کا تہیہ کر لیا لیکن اپنے اس عزم کی تشہیر حضورؐ نے مناسب نہ سمجھی بلکہ پوری رازداری کے ساتھ تیاری کی گئی اور ہر ممکن کوشش کی گئی کہ اہل مکہ کو اس بارے میں کوئی خبر نہ پہنچنے پائے۔

جس وقت حضور ﷺ مکہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں مصروف تھے اور یہ کام انتہائی رازداری سے کیا جا رہا تھا تو بدری صحابہ میں سے ایک شخص نام

جن کا حاطبؓ تھا انہوں نے ایک رقعہ لکھ کر ایک عورت کو دیا اسے کچھ رقم بھی مہیا کی اور اسے کہا۔

''اس رقعہ کو قریش مکہ تک پہنچا دینا۔''

چنانچہ وہ عورت اپنے سر کی چوٹی میں رقعہ چھپا کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی تا کہ حاطبؓ کا دیا ہوا وہ خط اہل مکہ کو پہنچا دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضور ﷺ کو اس معاملے کی خبر کر دی چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت مقدادؓ بن اسود تینوں کو بلا کر اجک باغ کی نشاندہی کی اور مزید فرمایا وہاں ایک شتر سوار عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ خط چھین کر لائیں۔

چنانچہ حضور ﷺ کا یہ فرمان سن کر تینوں حضرات بڑی برق رفتاری سے اس باغ کی طرف گئے جس کی نشان دہی حضور ﷺ نے کی تھی یہ باغ مدینہ منورہ سے بارہ میل کے فاصلے پر تھا۔

یہ تینوں محترم حضرات آندھی اور طوفان کی طرح اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اس باغ میں پہنچے تو وہاں جس طرح حضورؐ نے فرمایا ایک عورت ملی جو شتر پر سوار تھی۔

اس کی تلاشی لی گئی لیکن جس رقعہ کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ کیا تھا وہ رقعہ کہیں نہ ملا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے تینوں حضرات بڑے پریشان اور فکر مند ہوئے کہ آخر رقعہ کہاں ہے۔

ساتھ ہی وہ یہ بھی کہنے لگے۔

"خدا کی قسم اللہ کا رسول ﷺ کبھی غلط نہیں کہہ سکتا۔"

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے حضرت علیؓ حرکت میں آئے اور اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی جھوٹ بولا اور نہ ہی ہم جھوٹ کہہ رہے ہیں رقعہ تمہارے پاس موجود ہے یا تو تم رقعہ نکال کر ہمارے حوالے کر دو اگر تم ایسا نہیں کرو گی تو ہم تمہاری تلاشی لینے سے بھی نہیں چوکیں گے۔"

جب اس عورت نے دیکھا کہ ان تینوں حضرات کے ارادوں میں پختگی ہے اور ہر صورت میں وہ اس سے رقعہ لے کر رہیں گے تب وہ تینوں حضرات کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اچھا تم اپنے منہ دوسری طرف پھیر لو۔"

چنانچہ جب تینوں حضرات نے ایسا ہی کیا تو اس عورت نے اپنی چوٹی میں سے وہ رقعہ نکالا اور ان کے حوالے کر دیا۔

تینوں حضرات وہ رقعہ اور اس عورت کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اس عورت سے جو رقعہ ملا تھا وہ پڑھا گیا۔ یہ رقعہ حاطبؓ کی طرف سے لکھا گیا تھا وہ بڑے جلیل القدر صحابی خیال کئے جاتے تھے انہیں جنگ بدر میں شامل ہونے کا بھی شرف حاصل تھا یہ رقعہ انہوں نے مکہ کے رؤسا کے نام لکھا تھا اس میں صرف یہ اطلاع تھی۔

''اہل مکہ تم پر عنقریب حملہ ہونے والا ہے۔''

اس کے علاوہ اور کوئی بات اس خط میں نہ تھی لیکن سب سے اہم بات یہ تھی کہ جب حضور ﷺ اس حملے کو مخفی رکھنا چاہتے تھے تو حاطب کا خط لکھ کر اہل مکہ کو آگاہ کر دینا عسکری اصولوں کے خلاف تھا۔

یہ خط ملنے کے بعد حضور ﷺ نے کسی ناراضگی اور خفگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ حضرت حاطبؓ کو طلب کیا گیا۔ آپ ﷺ نے نہایت شفقت، بردباری اور تحمل میں انہیں مخاطب کر کے کہا۔

''یہ کیا ہے؟''

حضور ﷺ کے اس استفسار پر حاطب نے نہایت عاجزی اور انکساری میں عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ دراصل میرے عزیز و اقارب اس وقت مکہ میں مقیم ہیں اور وہ بے یار و مددگار ہیں میرا کوئی رشتہ دار مکہ میں نہیں ہے قریش سے بھی میری کوئی رشتہ داری نہیں ہے جس بناء پر مجھے خیال آیا کہ اگر میں قریش پر یہ احسان کر دوں تو وہ مشکل وقت میں میرے رشتہ داروں اور اہل و عیال کو کوئی گزند یا نقصان نہ پہنچائیں گے خدا جانتا ہے کہ مجھ میں نہ کفر ہے نہ نفاق اور نہ ہی عظمت اسلام کے احترام میں میں نے انحراف کیا ہے صرف اتنی سی بات تھی جس کے لئے یہ حرکت کر بیٹھا۔''

حضرت حاطبؓ کا جواب سن کر حضور ﷺ مطمئن ہو گئے چنانچہ حضور ﷺ نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا تھا۔

بہرحال حضورﷺ دس ہزار جانثاروں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ آپ نے پڑاؤ کیا یہاں پر حضورﷺ کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلب، ابوسفیان کے ساتھ آئے اور انہیں ایک پہاڑی پر لے جا کر کھڑا کیا تا کہ وہ مسلمانوں کے لشکر کی شان وشوکت کا اپنی آنکھوں سے جائزہ لیں۔

ابوسفیان نے عرب کی سرزمینوں میں کسی لشکر کا ایسا نظم اس سے قبل نہیں دیکھا تھا وہ حضورﷺ نے ساتھ مجاہدین اور مسلمانوں کا ایسا جرار لشکر دیکھ کر نہایت متاثر ہوا وہ اس بات پر بھی حیرت زدہ تھا کہ مسلمان کس شان شوکت کے ساتھ حرکت میں آرہے تھے۔

اس نے یہ بھی خیال کیا کہ آٹھ سال قبل حضورﷺ کو مکہ سے نکالا گیا تھا حضورﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا تھا لیکن آج وہی محترم رسولﷺ پورے جاہ جلال کے ساتھ ایک بھاری لشکر لے کر مکہ میں پہنچ گئے ہیں۔

کہتے ہیں اس موقع پر ابوسفیان نے عباسؓ بن عبدالمطلب کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"یا ابا الفضل لقد اصبح ملک ابن اخیک یوم عظیم"

(یعنی اے ابوفضل تمہارے بھائی کے بیٹے کی سلطنت بہت عظیم ہوگئی ہے۔)

ابوسفیان کے ان الفاظ کے جواب میں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے مخاطب ہو کے کہا۔

”یہ سلطنت نہیں نبوت ہے یعنی سیاست اقتدار اور جبر وقہر سے یہ نظام نہیں قائم کیا گیا جو سلطنت کی خصوصیت ہوتی ہے بلکہ پیغمبر از صداقت دیانت امانت اور اعلیٰ اخلاق نے دلوں کو مسخر کیا ہے۔“

ابوسفیان اس کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اسلامی لشکر کے دستوں کو دیکھتا رہا اور وہ خدائی لشکر ایک نرالی شان کے ساتھ اس کے سامنے سے گزرتا رہا۔

سب سے پہلے حضرت حضرت خالدؓ بن ولید کے دستے گزرے جن کی وہ کمانڈ کر رہے تھے پھر بعد میں مختلف قبائل کے دستے گزرتے رہے اور ابوسفیان ان کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوتا رہا پھر آخر میں حضور ﷺ مہاجرین اور انصار کے مسلح اور زرہ پوش گروہ کے درمیان دکھائی دیئے مہاجرین کا علم حضرت زبیرؓ بن عوام کے ہاتھ میں تھا اور انصار کا علم حضرت سعدؓ بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا۔

مکہ میں جب حضور ﷺ داخل ہوئے تو سب سے چھوٹا اور آخری دستہ وہ تھا جس میں خود حضور ﷺ موجود تھے اور اس کے علم بردار حضرت زبیرؓ بن عوام تھے ایک روایت یہ بھی ہے کہ فتح مکہ کے روز حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ بن عبادہ کو ایک جھنڈا عطا فرمایا تھا جبکہ حضرت زبیرؓ بن عوام کو دو جھنڈے عطا کئے تھے۔

علامہ ابن سعد اپنی تاریخ طبقات کی جلد تین میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو ہر طرف سکون اور اطمینان طاری تھا ہر شخص مطمئن ہو گیا اس حالت میں حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت مقدادؓ بن اسود حضور ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوئے حضورﷺ نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر ان دونوں کے چہروں سے گرد وغبار کو صاف کیا اور فرمایا۔

"میں نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور سوار کے لئے ایک حصہ مقرر کیا ہے جو ان میں کمی کرے گا حق تعالیٰ اس کو نقصان پہنچائے گا۔"

فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو غزوہ حنین پیش آیا اور اس غزوہ میں بھی حضرت زبیرؓ بن عوام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مفسرین بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں مشرکین کے کچھ لوگ مسلمانوں کے خلاف گھات لگائے ہوئے تھے اور مسلمانوں کی نقل وحرکت پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھے۔

جب حضرت زبیرؓ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ اس گھاٹی کے قریب پہنچے تو ایک شخص نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔

"لات و عزیٰ (دو بت ہیں) کی قسم یہ طویل القامت سوار یقیناً زبیرؓ ہے تیار ہو جاؤ اس کا حملہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔"

یہ جملہ ابھی ختم ہی ہوا تھا کہ دشمن کے ایک زبردست گروہ نے حملہ کر دیا حضرت زبیرؓ بن عوام نے نہایت پھرتی نہایت چابکدستی شجاعت اور دلیری کے ساتھ ان کے حملوں کو روکا اور اس قدر شجاعت اور دلیری سے دشمن پر حملے کئے کہ اس گھاٹی کو دشمنوں سے پاک صاف کر دیا۔

غزوہ حنین کے بعد طائف کی جنگ اور غزوہ تبوک میں بھی حضرت زبیرؓ بن عوام پورے جوش اور جذبے کے ساتھ شرکت فرماتے رہے اس کے بعد جب ۱۰ ہجری میں حضورﷺ نے حجۃ الوداع کا قصد فرمایا تو حضرت زبیرؓ بن عوام

اس وقت بھی حضورﷺ کے ہم رکاب تھے حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد ۱۱ہجری کو حضورﷺ نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا تو جہاں دوسرے اصحاب نے حضرت حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی حضرت زبیرؓ بن عوام نے بھی حضورؐ کی جانشین کی حیثیت سے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق تقریباً سوا دو برس تک خلیفہ کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے اس عرصہ میں حضرت زبیرؓ بن عوام مدینہ ہی میں مقیم رہے اور بعض معاملات میں جب امیر المومنین کو مشورے کی ضرورت ہوتی تو انہیں مشورہ دیتے۔

حضورﷺ کی رحلت کے بعد آپ کی طبیعت میں کچھ افسردگی آ گئی تھی حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد جب حضرت فاروقؓ اعظم مسندِ خلافت پر بیٹھے تو انہوں نے خلیفہ اول کے عہد میں بیرون عرب عراق اور شام میں جو فتوحات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اس کو صحابہ کرام میں اور سلطنت اسلامی کے دوسرے شہروں میں جوش وجذبہ پھیلا کر اور زیادہ وسیع کر دیا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام ایک انتہائی دلیر اور شجاع شخص تھے مدینہ کی پر امن فضا میں ان کے لئے حضرت خالدؓ بن ولید کی طرح رہنا مشکل تھا لہٰذا حضرت فاروقؓ اعظم سے اجازت لے کر شامی محاذ پر تشریف لے گئے۔

اس وقت یرموک کی جنگ میں شام کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو رہا تھا اس جنگ میں اگرچہ مسلمانوں کے کئی لشکر جمع ہوئے تھے لیکن اسلامی لشکر کی کل تعداد

پھر بھی پچیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔

جبکہ رومنوں کے لشکر کی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی جن میں چالیس ہزار لشکری زنجیروں میں باندھ کر کھڑے کئے گئے تھے تا کہ جان دینے کے سوا قدم پیچھے ہٹانے کا سوال بھی ان میں سے کسی کے دل میں نہ آئے۔

لشکر اسلام کے سپہ سالار اعلیٰ اس جنگ میں حضرت خالدؓ بن ولید تھے انہوں نے نئے ڈھنگ سے لشکر کو میدان جنگ میں اتارا جب وہ اسلامی لشکر کی صف آرائی کر رہے تھے تو کسی شخص کے منہ سے نکل گیا۔

''رومن کتنے زیادہ اور مسلمان کتنے کم ہیں۔'' اس پر حضرت خالدؓ بن ولید نے فرمایا۔

''مسلمان کتنے زیادہ اور رومن کتنے کم ہیں مسلمانو یاد رکھو لشکروں کی تعداد کثرت سے نہیں ہمت اور جواں مردی کی وجہ سے کم یا زیادہ ہوتی ہے خدا کی مدد ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتی ہے جو بہادر اور جرأت مند ہوتا ہے الحمدللہ ہم بہادر بھی ہیں اور جرأت مند بھی ہیں اور صاحبِ ایمان بھی ہم سے کون مقابلہ کرے گا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام نے بھی اس جنگ میں شرکت فرمائی جنگ کے دوران ایک زور شدت کا رن پڑا جنگ کے دوران کچھ لوگوں نے کہا اگر آپ حملہ کر کے رومنوں کے قلب میں گھس جائیں تو ہم بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام نے کہا۔ ''تم لوگ میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔''

لوگوں نے کہا۔ ''ہم پکا عہد کرتے ہیں کہ آپ کا ضرور ساتھ دیں گے۔''

لوگوں کی اس یقین دہانی پر آپؓ دشمن پر حملہ آور ہوئے اور رومن لشکر کے قلب کو چیرتے ہوئے اس پار چلے گئے کوئی شخص اس موقعہ پر ان کے ساتھ نہ رہ سکا پھر جب لوٹے تو رومنوں نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور گھیراؤ کر کے سخت زخمی کر دیا گردن پر دو زخم اس قدر کاری تھے کہ مندمل ہونے کے بعد بھی ان میں گڑھے پڑ گئے تھے چنانچہ اکثر آپؓ کے بیٹے عروہؓ بن زبیرؓ کہا کرتے تھے ہم بدر اور یرموک کے زخموں کے گڑھوں میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے بہر حال دوسری جنگوں کی طرح حضرت زبیرؓ بن عوام نے جنگ یرموک میں حیرت انگیز کارناموں کا مظاہرہ کیا۔

جنگ یرموک بھی بڑی حیرت انگیز تھی جس میں حضرت زبیرؓ بن عوام نے حصہ لیا جنگ کے اختتام میں ایک لاکھ رومنوں کی لاشیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں جبکہ مسلمان صرف تین ہزار اس جنگ میں کام آئے تھے اس طرح یہ میدان بھی مسلمانوں کے ہاتھ رہا اور اس معرکہ میں رومنوں کی شکست نے ان کی قوت اور طاقت کو ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے سامنے پاش پاش کر کے رکھ دیا تھا۔

......☆☆......

جنگ یرموک کی شاندار اور عظیم فتح کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص کے دل میں مصر کی فتح کا خیال پیدا ہوا چنانچہ اپنے آپ اس خیال کا اظہار فاروق اعظمؓ سے کیا تو انہوں نے فوری طور پر اس کا کوئی جواب نہ دیا خاموشی اختیار کی۔
بعد میں آپ نے عمروؓ بن العاص کی تجاویز اور دلائل پر غور فکر کیا اور اصحاب الرائے سے مشورہ کیا اس کے بعد انہوں نے حضرت عمروؓ بن العاص کو لکھا۔
"لوگوں کو مصر چلنے کی دعوت دو اور جو تیار ہوں ان کو ساتھ لے کر مصر روانہ ہو جاؤ۔"
اس حکم کی تعمیل میں حضرت عمروؓ بن العاص مختصر سے ایک لشکر کو لے کر عریش کے مقام پر پہنچے آپ کے ساتھ صرف چار ہزار جانباز تھے جب عریش پہنچے تو دیکھا وہاں رومنوں کا کوئی لشکر نہیں تھا وہ پہلے ہی فرار ہو چکے تھے چنانچہ حضرت عمروؓ بن العاص کے ارادوں میں اور زیادہ مضبوطی اور استحکام پیدا ہوا۔

لیکن مصر میں داخل ہونے کے بعد ایک موقع ایسا بھی آیا کہ حضرت عمروؓ بن العاص کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے کمک کی ضرورت پڑی چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں فاروق اعظم سے رابطہ قائم کیا۔

جواب میں آٹھ ہزار افراد پر مشتمل امدادی لشکر روانہ کیا اور اس لشکر کی قیادت حضرت زبیرؓ بن عوام کے ہاتھ میں تھی جبکہ حضرت عبادہؓ بن صامت، حضرت مقدادؓ بن اسود اور حضرت مسلمؓ بن مخلد جیسے بہادر جانباز اور بزرگ صحابہ کرام اس لشکر میں موجود تھے۔

اس لشکر کی آمد پر حضرت عمروؓ بن العاص بڑے خوش ہوئے حضرت زبیرؓ بن عوام کے آنے سے حضرت عمرؓ بن العاص کو بہت تقویت پہنچی اس طرح مصر کی ہر مہم کو آسانی کے ساتھ سر کر لیا گیا۔

حضرت زبیر حضورﷺ کے پھوپھی زاد اور صدیق اکبرؓ کے داماد تھے ان کا شمار عرب کے گنے چنے بہادروں میں ہوتا تھا حربی فنون میں ان کا جواب نہ تھا مختلف غزوات میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے حضورﷺ نے ان کو اپنا حواری فرمایا تھا اخلاق نہایت بلند ان سے جو ملتا بس انہی کا ہو جاتا جو لشکر ان کی قیادت میں دیا جاتا ان کے حسن سلوک سے ان کا دم بھرنے لگتا تھا۔

جب حضرت زبیرؓ بن عوام آٹھ ہزار کے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے مصر میں حضرت عمروؓ بن العاص کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریائے نیل کو عبور کر کے عین شمس کا رخ کیا حضرت زبیرؓ اور ان کے لشکر سے آن ملے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے عین الشمس کے کھنڈرات میں حضرت زبیرؓ

بن عوام کی زیر قیادت آئی ہوئی عسکری قوت کے ساتھ پڑاؤ ڈالا کیونکہ یہ جگہ دفاعی لحاظ سے نہایت اعلیٰ تھی۔

اب جو حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنے لشکر کی طرف نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ ساڑھے پندرہ ہزار مجاہدین ان کے زیر کمان تھے ان کو بڑا اطمینان ہوا اور سمجھ لیا کہ ان کے اور رومنوں کے درمیان فیصلہ کن گھڑی آن پہنچی ہے چنانچہ انہوں نے جنگی معاملات میں بصیرت رکھنے والے حضرات کو اکٹھا کیا اور ان کے مشورے سے رومنوں کے ساتھ جنگ کرنے کی منصوبہ بندی کو آخری شکل دی۔

حضرت زبیرؓ بن عوام نے حضرت عمروؓ بن العاص کے ساتھ کام شروع کیا اور لشکر نے عین الشمس وغیرہ کو فتح کر کے قلعہ بابلیون کا محاصرہ کرلیا یہ قلعہ رومنوں کا سب سے مضبوط تھا اور اسے ناقابل تسخیر کہا جاتا تھا اس کی فصلیں ساٹھ قدم اونچی اور اٹھارہ قدم چوڑی تھیں اور دریائے نیل اس قلعے کے بڑے دروازے تک پہنچ جاتا تھا یہ بڑا دروازہ لوہے کا بنا ہوا تھا قلعے کے اندر کنویں کھدے ہوئے تھے اور قلعے کو ایک خندق نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔

اسلامی لشکر کو قلعے کی مضبوطی کا بخوبی علم تھا لیکن انہیں یہ بھی علم تھا کہ کچھ دن یا کچھ ہفتے قلعے کے مخالفین کو امداد نہ پہنچے تو ان کی قوت کمزور ہو جائے گی ان کی ہوا اکھڑ جائے گی، ہمتیں جواب دے جائیں گی اور وہ تھک ہار کر اطاعت پر آمادہ ہو جائیں گے۔

مورخین یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب قلعے کا محاصرہ کیا گیا تو اس وقت مصر کا بادشاہ مقوقس بذات خود قلعے کے اندر موجود تھا اور لشکر کی راہبری اور راہنمائی کر رہا تھا یہ مقوقس ان دنوں مصر کا حکمران ہونے کے باوجود رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کا باج گزار تھا۔

قلعے کی حفاظت کرنے والوں نے قلعے کے اندر ضرورت کا سارا سامان جمع کر رکھا تھا دوسری طرف رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس بھی کسی صورت یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ مصر مسلمان فتح کر لیں لہٰذا اس کی بھی یہ کوشش تھی کہ محاصرہ طول پکڑ لے اور محاصرے کی طوالت سے تنگ آ کر مسلمان واپس جانے پر آمادہ ہو جائیں۔

جب محاصرہ طول پکڑنے لگا تو مورخین لکھتے ہیں اس موقع پر حضرت زبیرؓ بن عوام نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

''میں اپنی جان اللہ کے راستے میں قربان کرنا چاہتا ہوں اور میری یہ تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس قربانی کو مسلمانوں کی فتح کا باعث بنائے۔''

ایسے الفاظ ایسا جملہ ایک ایسا شخص ہی ادا کر سکتا تھا جو انتہا کا جرأت مند سر فروش اور جانثار ہو چنانچہ اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے حضرت زبیرؓ بن عوام چند مجاہدوں کے ساتھ رات کی تاریکی میں فصیل کے ساتھ سیڑھیاں لگا کر اس پر چڑھ گئے ایسے کرتے وقت آپ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''جب میں تکبیر کہوں تو اسے دہراتے ہوئے اوپر چڑھ آنا۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت زبیرؓ بن عوام اور ان کے ساتھی رات کی تاریکی میں اس قلعے کی فصیل پر چڑھ گئے اور سب نے مل کر تکبیریں بلند کرنا شروع کیں۔

اس موقع پر وہ مسلمان جو قلعے سے باہر تھے انہوں نے حضرت زبیرؓ بن عوام اور ان کے ساتھیوں کی تکبیر کے جواب میں تکبیریں بلند کرنا شروع کیں۔

قلعے کے اندر قلعے کے جو محافظ رومن تھے اور جو چوکس اور چوکنے تھے انہوں نے جب مسلمانوں کی تکبیروں کی آوازیں سنیں تو انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمان قلعے میں داخل ہو چکے ہیں لہٰذا اس خبر کے پھیلتے ہی قلعے کے اندر بھگدڑ مچ گئی۔

حضرت زبیرؓ بن عوام نے آگے بڑھ کر قلعے کا ایک دروازہ کھول دیا اور مسلمانوں کا جو لشکر قلعے سے باہر تھا وہ بھی قلعے میں داخل ہو گیا اس طرح حضرت زبیرؓ بن عوام کی جرأت مندی سے سرفروشی اور جانثاری سے وہ قلعہ فتح ہو گیا اور مسلمانوں کا اس پر قبضہ ہو گیا مسلمانوں کے ہاتھوں یہ رومنوں کی بدترین شکست تھی جو رومن بچے وہ اس قلعے سے نکل کر بھاگ گئے اور قلعے پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا مسلمانوں کے ہاتھوں مصر کی فتح کا پہلا مرحلہ اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔

اس فتح کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت زبیرؓ بن عوام اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھے اب انہوں نے مصر کے بڑے شہر اور بندرگاہ اسکندریہ کا رخ

کیا۔

راستے میں جگہ جگہ رومنوں کے مستقر پڑاؤ اور ان کی آبادیاں تھیں اور انہوں نے جگہ جگہ مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کی پیش قدمی کو روکنا چاہا لیکن ہر موقع پر رومنوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اٹھانا پڑی آخر مسلمانوں کا لشکر ترک تاز کرتا ہوا اسکندریہ کے قریب جا پہنچا۔

اسکندریہ شہر کی بلند و بالا فصیلوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں مزاحمت کرنا شروع کی دوسری طرف مسلمانوں میں بھی شہر کو فتح کرنے کے لئے ایک عجیب وغریب جوش اور ولولہ پایا جاتا تھا شروع میں مسلمانوں نے شہر کی فصیلوں کے برجوں پر حملے شروع کیے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ شہر کی فصیل نہایت مضبوط اور مستحکم تھی اور رومن برجوں کے اندر سے منجنیقوں کے ذریعے مسلمانوں پر سنگ باری بھی کرتے تھے سکندریہ میں اس وقت لگ بھگ پچاس ہزار جنگجو تھے اور ان کو یقین تھا کہ اگر مسلمانوں نے سکندریہ کو فتح کر لیا تو پھر مصر سے رومنوں کی بساط مکمل طور پر لپیٹ کر رکھ دی جائے گی۔

شہر کا محاصرہ جب طول پکڑنے لگا تو مسلمانوں نے اس موقع پر ایک اور قدم اٹھایا۔ لشکر کے ایک حصے نے تو سکندریہ شہر کا محاصرہ جاری رکھا جبکہ لشکر کے ایک حصے نے اردگرد کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر وہاں رومنوں کو شکست دیتے ہوئے مار بھگانا شروع کیا۔

سکندریہ کا محاصرہ جب طول پکڑنے لگا تو دوسری طرف حضرت فاروقؓ

اعظم مصر کی طرف سے کوئی خبر نہ آنے کی وجہ سے پریشان ہوئے اس لئے کہ وہ مصر کی خبروں کے منتظر تھے خصوصاً سکندریہ کی فتح کا انہیں شدید انتظار تھا لیکن گزشتہ کئی ماہ سے مصر سے انہیں کوئی خبر نہ ملی تھی اس لئے کہ جو لشکر مصر پر حملہ آور ہونے کیلئے گیا تھا اس میں ایسے ایسے بے باک سپہ سالار اور ایسے ایسے ہنر مند لشکری تھے جو اس سے پہلے بہت سے مستحکم قلعوں کو فتح کر چکے تھے۔

فاروقؓ اعظم نے جب حضرت زبیرؓ بن عوام اور دوسرے تین اصحاب کے ساتھ مصر کی طرف حضرت عمروؓ بن العاص کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا تھا تو ان کے ہاتھ حضرت عمروؓ بن العاص کو ایک خط بھی لکھا تھا اس خط میں فاروقؓ اعظم نے حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت عبادہؓ بن صامت، حضرت مقدادؓ بن اسود اور حضرت مسلمہ بن مخلد سے متعلق لکھا تھا کہ یہ اصحاب ایک ایک ہزار سوار کے برابر ہیں۔

جب اسکندریہ کی فتح میں تاخیر ہونے لگی تو فاروقؓ اعظم کے ذہن میں مختلف اندیشے اٹھنے لگے کہ کہیں مسلمان مجاہدوں نے مصر کی سرزمین کو پسند ہی نہ کر لیا ہو اور وہ اس کو اپنی منزل سمجھ کر آگے بڑھنے سے بے نیاز ہو گئے ہوں ان سب اندیشوں کو سامنے رکھتے ہوئے فاروقؓ اعظم نے ایک اور خط حضرت عمروؓ بن العاص کو لکھا۔

جونہی یہ خط حضرت عمروؓ بن العاص کو موصول ہوا تو وہ سکندریہ کی فتح کا منصوبہ بنانے لگے چنانچہ اسی وقت انہوں نے حضرت عبادہؓ بن صامت،

حضرت زبیر مسلمہ بن مخلد کو بلایا اور انہیں علم دے کر سکندریہ پر حملہ آور ہونے کے لئے کہا۔

مسلمانوں نے اس روز اس جانفشانی، جانثاری اس دلیری اور جرأت مندی سے سکندریہ پر حملے شروع کئے کہ اللہ رب العزت نے اس روز سکندریہ ان کے ہاتھوں فتح کرا دیا۔

مسلمانوں کا لشکر جب شہر میں داخل ہوا تو اس کے کوچہ اور بازار کو دیکھ کر سب حیران رہ گئے اس لئے کہ شہر کی فصیلیں اور عالیشان عمارتیں ان کے لئے حیرت کا باعث تھیں شہر میں داخل ہونے کے بعد مسلمانوں کے سالاروں اور لشکریوں نے سکندریہ میں وہ کچھ دیکھا جس کی نظیر شام و عراق میں نہیں ملتی تھی۔

......☆☆......

مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ اسی طرح جاری تھا اور حضرت زبیرؓ بن عوام اور دوسرے بڑے سالار اسلامی سلطنت کی وسعت کا کام سر انجام دے رہے تھے کہ عالم اسلام میں ایک بہت بڑا حادثہ اور المیہ پیش آیا اور وہ حضرت فاروقؓ اعظم کی شہادت کا تھا۔ شقی القلب قاتل نے اس وقت آپؓ پر دو دھاری خنجر سے وار کیے جس وقت آپؓ نماز کی امامت کر رہے تھے اس طرح نماز کے بعد آپ کو جب آپ کے گھر میں لایا گیا تو اس وقت سب لوگ بڑے بڑے صحابہ کرام جن میں حضرت زبیرؓ بن عوام بھی شامل تھے پریشان اور فکر مند تھے ہر کوئی اس ناگہانی مصیبت سے متعلق گفتگو کر رہا تھا جو مسلمانوں کے عظمت مآب خلیفہ کی وفات کے بعد خطرناک نتائج کا باعث بن سکتی تھی۔

اب مسلمانوں کی مملکت حضرت فاروقؓ اعظم کے دور میں لگ بھگ اکتیس لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی اور اس سلطنت کو جس چابکدستی جس انصاف جس

مہارت اور جس خدا ترسی کے ساتھ فاروقؓ اعظم نے چلایا تھا ان کے بعد اسی طرح سلطنت کو چلانے کے لئے کسی ایسے شخص کا انتخاب کرنے کے لئے لوگ بڑے پریشان اور فکر مند تھے۔

اس موقع پر حضرت فاروقؓ اعظم سے بعض صحابہ نے التجا کی وہ حضرت حضرت ابو بکرؓ صدیق کی طرح خلیفہ نامزد کریں لیکن آپؓ نے فرمایا۔

''میں تمہارے لئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے چھ آدمیوں کے نام لیتا ہوں یہ چھ آدمی وہ ہیں جنہیں حضورﷺ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی تھی یہ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں ان میں سے ایک آدمی کا انتخاب کرلو جب وہ آپس میں ایک کو خلیفہ بنالیں تو سب اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرو۔''

اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا کام شروع ہوا اور انہوں نے اہل شوریٰ کے علاوہ سب لوگوں سے صلاح مشورہ کیا تو ہر ایک نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو خلیفہ بنا دیا اور ہر ایک نے بلا اختلاف حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ پر خلیفہ کی حیثیت سے بیعت کرلی تھی۔

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں حضرت زبیرؓ بن عوام نے نہایت سکون اور خاموشی سے زندگی بسر کرنا شروع کردی تھی اور اس دور میں کسی مہم میں شرکت نہ فرمائی تھی کیونکہ اب آپؓ کی عمر بھی اس حد تک تجاوز کرچکی تھی کہ وہ

جنگوں میں حصہ لینے کے قابل نہ تھے۔

اس کے بعد جب ۳۵ ہجری میں مفسدین شورش پسندوں غداروں اور اسلام دشمنوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کرلیا تا کہ حضرت عثمانؓ کا خاتمہ کردیں تو اس موقع پر دیگر بزرگ صحابہ کی طرح حضرت زبیرؓ بن عوام نے بھی اپنے بڑے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کو امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت کے لئے دوسرے صحابہ کرام کے صاحبزادوں کے ساتھ مقرر فرمایا۔

اس کے باوجود جب بلوائیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کا خاتمہ کردیا تو عالم اسلام کے اندر ایک کہرام ایک فساد اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے قتل کے بعد مدینہ منورہ کی گلیوں میں فسادی مفسدین دندناتے پھرتے تھے اس موقع پر مختلف قسم کے لوگ مدینہ میں جمع ہو چکے تھے کوئی حضرت زبیرؓ بن عوام کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا تو کوئی طلحہؓ بن عبیداللہ کو اور کوئی حضرت علیؓ بن ابی طالب کے حق میں تھا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کا تعلق چونکہ بنوامیہ سے تھا لہٰذا بنوامیہ کے لوگ اور حضرت عثمانؓ کے طرف دار مدینہ سے نکل کر مکہ اور شام کی طرف بھاگنے لگے تھے۔ عبداللہ بن سبا جو عالم اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا تھا اور جس نے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت میں بڑا کردار ادا کیا اسی شخص نے مختلف شہروں میں مسلمانوں کے اندر فساد کی جڑیں پھیلادیں تھیں۔

مورخین لکھتے ہیں کہ سبائی چاہتے تھے کہ کوئی نہ کوئی خلیفہ بن جائے تا کہ حالات درست ہو جائیں جب حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ

نے خلافت کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تب سبائی جن میں مصری پیش پیش تھے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے آپ نے بھی خلیفہ بننے سے انکار کر دیا پھر لوگوں کے اصرار پر آپ نے منظور کر لیا اور لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

لیکن حضرت علیؓ بن ابی طالب کی مسند نشینی کے باوجود بھی مدینہ میں امن و سکون اور ضمانت کی فضا نہ پیدا ہو سکی اس لئے کہ مدینہ کے اندر فسادی دندناتے پھرتے تھے کوئی ان کو روکنے ٹوکنے والا نہ تھا اور نہ ان پر کوئی قابو پانے والا تھا نہ کوئی ان کی راہ رک سکتا تھا ہر شخص اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا کہ عبداللہ بن سبا کے گماشتے اور ایجنٹ شورش پسندی اور فساد کے نئے نئے کرشمے دکھا رہے تھے جبکہ جاہل بدوی جو ایسے موقعوں پر لوٹ مار کیا کرتے تھے وہ بھی ابن سبا کے گماشتوں کے ساتھ شریک ہو گئے تھے۔

اس موقعہ پر حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ان فسادیوں شورش پسندوں اور دہشت گردوں کو مدینہ سے نکالنے کی بڑی کوشش کی لیکن آپ کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

ان حالات میں مدینہ کے اندر جو بڑے بڑے صحابہ کرام تھے وہ حالات کو دیکھتے ہوئے بڑے پریشان اور فکر مند تھے اس لئے کہ حالات کسی طرح درست ہونے پر آتے ہی نہ تھے اور قاتلین عثمانؓ چاروں طرف دندناتے پھرتے تھے حضرت زبیرؓ بن عوام کوئی معمولی آدمی نہ تھے حکومت کے سر کردہ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے اور حضور ﷺ کے ساتھ ان کے کئی رشتے بھی تھے لہٰذا اس شورش

اور ہنگامہ آرائی اور فساد کے عالم میں آپ خاموش تماشائی نہ رہ سکے۔

چند ہفتوں تک تو آپ حالات کا جائزہ لیتے رہے اور دیکھتے رہے کہ یہ سباتی اور قاتلین عثمانؓ کیا کرتے ہیں لیکن جب حالات میں کسی طرح کی بھی سکون کی کیفیت پیدا نہ ہوئی تب حضرت زبیرؓ بن عوام کے ذہن میں بھی تشویش کا پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا اس لئے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ہی حالات ان کے مزاج کے خلاف ہو گئے تھے جس طرح مالک اشتر زبردستی حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ سے بیعت لینے کے لئے تلا تھا اور باجبر آپ کو بیعت کے لئے لایا تھا اسی طرح ایک شخص حکیم بن جبلہ حضرت زبیرؓ کی جانب روانہ ہوا تھا وہ حضرت زبیرؓ کو زبردستی پکڑ کر بیعت کے لئے لایا تھا یہ حکیم بن جبلہ دراصل بصرہ کا رہنے والا تھا اس نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ اسلامی لشکر میں شامل ہو جاتا اور موقع پا کر ذمیوں کو لوٹ لیتا اور کبھی کبھی انہی لوگوں کو اپنا ساتھی بنا کر ڈاکہ زنی کرتا اور اس کی ڈاکہ زنی کی خبریں مدینہ میں حضرت عثمان غنیؓ کے پاس بھی پہنچنا شروع ہو گئی تھیں اس کی بدفعلیاں ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کی خبر سن کر حضرت عثمان غنیؓ نے سختی کے ساتھ بصرہ کے حاکم کو لکھا۔

حکم بن جبلہ کو بصرہ شہر کے اندر نظر بند رکھو اور حدود شہر سے باہر ہرگز نہ نکلنے دو۔

چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ کے اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اس حکیم بن جبلہ کو بصرہ کے اندر محصور کر دیا گیا۔

اس کے محصور کیئے جانے کی خبر عالم اسلام کے سب سے بڑے دشمن اور بدترین فسادی اور مفسدی عبداللہ بن سبا کو ہوئی چنانچہ عبداللہ بن سبا حکیم جبلہ کے حالات سن کر مدینہ سے روانہ ہوا بصرہ پہنچ کر اس نے حکیم بن جبلہ اور اس کے ذریعے اس کے دوستوں اور دوسرے لوگوں سے مراسم پیدا کیئے اپنے آپ کو مسلمانوں کا حامی اور خیر خواہ ظاہر کرنے لگا بعد میں یہی حکیم بن جبلہ رہائی پا کر دندنانے لگا اور مالک اشتر کے ساتھ مل گیا تھا جس طرح مالک اشتر جبراً حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو بیعت کے لئے لے کر آیا تھا اسی طرح یہ حکیم بن جبلہ زبردستی اور بالجبر حضرت زبیرؓ بن عوام کو لے کر آیا تھا ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو ساتھ لے کر حضرت علیؓ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اصلاح اور اقامت حدود کا مطالبہ کیا لیکن حضرت علیؓ کا جواب ان دونوں کو مطمئن نہ کر سکا چنانچہ جب انہیں حضرت علیؓ کے جواب سے مایوسی ہوئی تو وہ دونوں حضرات مکہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے تاکہ وہاں جا کر خود عملاً مدینہ میں اٹھنے والی شورش اور فساد کو رفع کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر سکیں۔

انہی دنوں ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ اور دوسری امہات المومنین بھی حج بیت اللہ کے لئے مکہ گئی ہوئی تھیں اور مدینہ کی شورش کا سن کر ابھی تک وہیں مقیم تھیں جب حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت طلحہؓ مدینہ سے نکل کر مکہ پہنچے تو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ منورہ کی بدامنی اور شورش کی

کیفیت انہوں نے اس طرح بیان کی۔

''ہم بدوؤں شورشر کے خوف سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں اور ہم نے وہاں ایسی حیران قوم کو چھوڑا ہے جو نہ حق کو پہچانتی ہے نہ ہی باطل سے اعراض کرتی ہے اور نہ ہی اپنی جانوں کی حفاظت کرتی ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے جب حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت طلحہؓ سے مدینہ کی شورش کی ساری روداد سنی تو کہنے لگیں اس شورش کو فرو کرنے کے لئے کوئی رائے قائم کرنی چاہئے غرض تھوڑی دیر کے بحث ومباحثہ کے بعد سب کا آپس میں اتفاق ہوگیا اسی دوران بنوامیہ کے بہت سے لوگ جو مدینہ سے بھاگ کر مکہ آئے تھے وہ بھی حضرت عائشہؓ کے گرد جمع ہو گئے تھے اس طرح ایک ہزار افراد حضرت عائشہؓ کے پاس جمع ہو گئے اس کے بعد فیصلہ ہوا کہ پہلے بصرہ کا رخ کیا جائے اپنی طاقت کو خوب مضبوط اور مستحکم کرنے کے بعد بصرہ سے پھر مدینہ کا رخ کر کے حالات کو درست کیا جائے۔

اس طرح بصرہ پہنچتے پہنچتے ان حضرات کی تعداد تین ہزار ہوگئی تھی ان دنوں حضرت علیؓ بن ابی طالب کی طرف سے بصرہ میں ایک شخص عثمان بن حنیف حاکم تھا جب اسے حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کے تین ہزار ساتھیوں کے ساتھ بصرہ کی طرف آنے کی اطلاع ملی تو اس نے مزاحمت کا ارادہ کرلیا۔

بصرہ کے حاکم عثمان بن حنیف کا کہنا تھا کہ جب حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ اور حضرت زبیرؓ بن عوام نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے تو پھر انہیں علم مخالفت بلند کرنے کا کیا حق اور استحقاق ہے۔

عثمان بن حنیف کے ان الفاظ پر حضرت زبیرؓ بن عوام حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ نے فرمایا۔

''ہم قہراً اور جبراً بیعت میں شریک ہوئے تھے اور اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ بیعت با رضا اور رغبت تھی تب بھی اس سے اصلاح کے مطالبے کی نفی نہیں ہوتی۔''

آخر اس معاملے نے طول کھینچا تو بصرہ کے حاکم عثمان بن حنیف اور دوسرے محترم حضرات کے درمیان بحث وتمحیص ہوئی آخر فیصلہ ہوا۔

کہ کسی شخص کو ان احوال کی تحقیق کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا جائے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ اور حضرت زبیرؓ بن عوام سے بیعت مجبور اور جبراً لی گئی تھی تو عثمان بن حنیف مزاحمت سے باز آجائے گا ورنہ ان دونوں کو اس جماعت سے کنارہ کش ہونا پڑے گا۔

چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کعب کا انتخاب کیا گیا اور انہیں مدینہ منورہ روانہ کیا۔

وہ جمعہ کے روز مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور حاضرین کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''اے اہل مدینہ میں اہل بصرہ کا قاصد بن کر آیا ہوں کیا واقعی حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ اور حضرت زبیرؓ بن عوام دونوں کو حضرت علیؓ بن ابی طالب کی بیعت پر مجبور کیا گیا تھا اور جبراً وہاں لایا گیا تھا یا وہ بارضا رغبت اس بیعت کے لئے تیار ہوئے تھے؟''

کعب کے ان الفاظ کے جواب میں وہاں جمع ہونے والے لوگوں میں کچھ دیر تک تو خاموشی رہی آخر حضرت اسامہ بن زید اپنی جگہ پر اٹھے اور بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

"خدا کی قسم ان دونوں نے سخت ناپسندیدگی کے ساتھ بیعت کی تھی۔"

حضرت اسامہ بن زید کے ان الفاظ سے مجمع کے اندر ایک ہلچل برپا ہو گئی تھی۔ حضرت اسامہ بن زید کے بعد ایک دم حضرت صہیب بن سنان، ابو ایوب محمد بن مسلمہ جیسے اکابر صحابہ کرام اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔

"خدا کی قسم اسامہ نے بالکل سچ کہا ہے۔"

مدینہ والوں نے اس بات کی تصدیق کر دی تھی کہ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ اور حضرت زبیرؓ بن عوام سے جبراً بیعت لی گئی تھی لیکن برا ہو حالات کا کعب کی تحقیق کے باوجود عثمان بن حنیف مزاحمت پر اڑا رہا اس سلسلے میں ایک روایت مزید یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے بصرہ کے اپنے حاکم عثمان بن حنیف کو لکھا تھا کہ اول یہ صحیح نہیں کہ وہ مجبور کئے گئے تھے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے تو قوم اور ملک کی بہتری کے لئے ایسا ہونا ضروری تھا اور اگر وہ مجھے معزول کرنا چاہتے ہیں تو ان کے پاس کوئی معقول عذر نہیں اور اگر کچھ اور مقصد ہے تو اس پر غور ہو سکتا ہے۔"

اس موقعہ پر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ، ام المومنین حضرت عائشہؓ کا موقف نہایت واضح تھا اس موقع پر حضرت زبیرؓ بن عوام نے جو بیان جاری کیا

وہ کچھ اس طرح ہے اور اسے مشہور مورخ طبری نے اپنی تاریخ کی جلد کے صفحہ نمبر چار سو اڑتیس پر اس طرح لکھا ہے۔

''امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو بلا سبب مختلف شہروں اور دیہاتوں کے شر پسند عناصر نے قتل کر دیا ہے ہمارا مقصد ان قاتلوں کے خلاف کوئی ایسا عمل کرنا ہے تا کہ ان سے حضرت عثمانؓ کے خون کا قصاص لیا جائے کیونکہ ان کو اگر یونہی چھوڑ دیا گیا تو اس طرح ہمیشہ خلفاء کی توہین ہوتی رہے گی اور کوئی خلیفہ اس انجام سے محفوظ نہ سمجھا جائے گا۔''

اسی طرح حضرت عائشہؓ صدیقہ نے بھی اس موقع پر لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا آپ نے جو خطاب کیا اسے مشہو مورخ طبری نے اپنی تاریخ جلد سوئم کے صفحہ چار سو اڑسٹھ میں اس طرح لکھا۔

''مختلف شہروں اور دیہاتوں کے فسادی لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے نوعمروں اور نوجوانوں کو عامل بنانے پر اعتراض کیا حالانکہ ان جیسے لوگوں کو اس سے پہلے بھی حکومت کے منصبوں پر فائز کیا جاتا رہا ہے۔

عثمان غنیؓ پر چراہ گاہوں کے حوالے سے اعتراض کیا گیا حالانکہ ان میں کوئی معقولیت نہ تھی ان کو جب کوئی اور بہانہ اور عذر نہ رہا تو انہوں نے اخلاق اور شریعت کی تمام حدود توڑ کر ایک حرام خون نیز بلد حرام شہر حرام اور مال حرام کو بھی اپنے لئے حلال کر لیا۔

بخدا عثمان غنیؓ کی ایک انگلی روح زمین کے ان جیسے لوگوں سے بہتر ہے

پس ان لوگوں کے خلاف جمع ہو جاؤ تا کہ انہیں ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس سے عبرت حاصل ہو اور آئندہ کسی کو اس طرح کی دیدہ دلیری کرنے کی جرأت اور جسارت نہ ہو سکے۔

ان حالات کی خبر جب حضرت علیؓ بن ابی طالب کو ہوئی اور انہیں یہ بتایا گیا کہ حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ میں حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے پہنچ گئے ہیں تو آپ نے بصرہ کی طرف جانے کا حتمی فیصلہ اور ارادہ کر لیا اس سلسلے میں اہل مدینہ کو اپنے تعاون کے لئے کہا مگر مدینہ والوں کی طرف سے اس بارے میں انہیں کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا۔

بہرحال حضرت علیؓ بن ابی طالب اپنے لشکر کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے اس طرح دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا اس موقع پر خطرہ تھا کہ دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں اور ہزاروں مسلمان بے گناہ موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے لہٰذا دونوں طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ گفت وشنید کے ذریعے صلح کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔

چنانچہ کوفہ کے ایک بزرگ صحابی حضرت قعقاعؓ بن عمرو صلح کی گفتگو کے لئے مقرر کئے گئے ان کی کوششوں سے صلح کی صورت حال پیدا بھی ہو گئی تھی اور اگلے روز صلح کے معاہدے پر دستخط ہو جانے تھے کہ عالم اسلام کے غدار، مفسد اور سب سے بڑے بلوائی عبداللہ بن سبا نے جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے

لشکر میں شامل تھا، حضرت زبیرؓ بن عوام کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اس طرح حضرت زبیرؓ یہی خیال کرتے رہے کہ حملہ آور ہونے میں پہل حضرت علیؓ کی ہے جبکہ حضرت علیؓ یہ سمجھنے لگنے کہ یہ حملہ زبیرؓ بن عوام اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہوا ہے حالانکہ یہ کام حضرت علیؓ بن ابی طالب کے لشکر میں شامل بلوائیوں نے کیا تھا اس طرح ہر کوئی اپنی اپنی مدافعت میں لڑنے لگا اور صلح کا میدان، میدان جنگ میں تبدیل ہو گیا۔

......☆☆......

اس جنگ سے متعلق حاکم نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر تین سو چھیاسٹھ میں نقل کیا کہ جنگ کے دوران حضرت علیؓ بن ابی طالب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آئے اور حضرت زبیرؓ کو بلا کر کہا۔

ابو عبداللہ تمہیں وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ نے تم سے پوچھا کہ کیا تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو۔ تم نے جواب دیا ہاں یارسول اللہ ﷺ! یاد کرو اس روز کو تم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن تم ان سے ناحق لڑو گے، حضرت زبیرؓ نے کہا ہاں اب مجھے بھی یاد آ گیا ہے۔

اسی طرح کی روایت دوسرے مورخین اس طرح لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا تم کو وہ دن یاد نہیں کہ جب حضور ﷺ نے تم سے فرمایا کہ تم ایک شخص سے لڑو گے اور تم اس پر ظلم کرنے والے ہو گے۔

یہ سن کر حضرت زبیرؓ نے فرمایا ہاں مجھ کو یاد آ گیا۔ لیکن آپ نے روانگی سے پہلے مجھ کو یہ بات یاد نہ دلائی ورنہ میں مدینہ سے روانہ ہی نہ ہوتا اب واللہ تم

سے ہرگز نہ لڑوں گا۔

اس گفتگو کے بعد حضرت زبیرؓ بن عوام علیحدہ ہو کر حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ ’’آج علیؓ نے مجھے ایسی بات یاد دلائی ہے کہ میں اس سے لڑنا پسند نہیں کرتا۔‘‘

ام المومنین نے کوئی جواب نہ دیا خاموشی اختیار کیے رکھی لیکن حضرت زبیرؓ بن عوام کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ اپنے باپ حضرت زبیرؓ بن عوام کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

’’اب جبکہ دونوں طرف کے لوگ لڑائی پر تل گئے ہیں تو آپ جنگ سے ہاتھ کھینچنے کا قصور کر رہے ہیں مجھ کو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت علیؓ کے لشکر کو دیکھ کر ڈر گئے ہیں اور آپ کے اندر بزدلی پیدا ہو گئی ہے۔‘‘

یہ سن کر حضرت زبیرؓ بن عوام نے فرمایا۔

’’یہ میں نے قسم کھالی ہے کہ ان کا مقابلہ نہیں کروں گا۔‘‘ اس پر حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے کہا۔ ’’آپ قسم کا کفارہ دے سکتے ہیں اور اپنے غلام کو آزاد کر سکتے ہیں۔‘‘ اس پر حضرت زبیرؓ نے کہا۔ ’’میں نے علیؓ کے لشکر میں عمارؓ بن یاسر کو دیکھا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمارؓ کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔‘‘ اس طرح یہ مورخین کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام نے جنگ سے منہ موڑ لیا ہے۔

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے مورخین کہتے ہیں کہ جنگ سے منہ موڑنے کے بعد جب آپ پیچھے ہٹنے لگے تو اتفاقاً حضرت عمارؓ بن یاسر نے ان کو میدان جنگ سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا اور اسے مناسب موقع جانا اور آگے بڑھ کر

انہوں نے حضرت زبیرؓ بن عوام پر حملہ کر دیا۔

ان کے حملہ کرنے پر حضرت زبیرؓ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''میں تم سے لڑوں گا نہیں۔'' اس پر حضرت عمارؓ بن یاسر باز نہ آئے اور ان پر حملہ کر دیا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام ان کے ہر ایک وار کو روکتے رہے اور اپنے آپ کو بچاتے رہے اور ان پر کوئی جوابی حملہ نہ کیا یہاں تک کہ حضرت عمارؓ بن یاسر خود ہی تھک ہار کر واپس چلے گئے اور حضرت زبیرؓ بن عوام آگے چل دیئے۔

اس وقت اہل بصرہ میں سے ایک شخص احنف بن قیس اپنے قبیلے کے بہت سے لوگوں کے ساتھ میدان جنگ کے ایک طرف پڑاؤ کئے ہوئے تھا اس نے دونوں گروہوں کو پہلے بتا دیا تھا کہ وہ غیر جانب دار رہے گا اور ہم دونوں میں کسی کی حمایت یا مخالفت کریں گے نہ ہی حضرت علیؓ کا ساتھ دیں گے نہ ہی حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ اور حضرت زبیرؓ بن عوام کی حمایت کریں گے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام میدان جنگ سے نکل کر چلے تو بن قیس کی لشکر گاہ کے پاس سے جب گزرے تو احنف بن قیس کے لشکر کے ایک شخص عمرو بن الجرموز حضرت زبیرؓ کے پیچھے ہو لیا اپنے دل میں فاسد ارادہ رکھتا تھا قریب پہنچ کر حضرت زبیرؓ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور کوئی مسئلہ ان سے دریافت کرنے لگا۔

اس کی اس گفتگو سے حضرت زبیرؓ کو اس کی نسبت کوئی شک وشبہ نہ ہوا لیکن اس کی طبیعت میں کھوٹ اور فساد تھا وہ فاسد ارادہ لے کر ان کے ہمراہ ہو لیا۔

آگے وادی السباع میں پہنچ کر نماز کا وقت آ گیا تو حضرت زبیرؓ نماز پڑھنے

کھڑے ہوئے اور جس وقت نماز پڑھتے ہوئے آپ سجدے میں گئے تو اس شکی القلب اور گمراہ شخص عمرو بن الجرموز نے حضرت زبیرؓ بن عوام پر وار کیا اور ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

قاتل عمرو بن الجرموز نے حضرت زبیرؓ بن عوام کو اس لئے قتل کیا تھا کہ ان کو قتل کرنے کے بعد حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوگا اس طرح حضرت علیؓ کی اسے حمایت حاصل ہوگی اور انعام واکرام کی بھی امید رکھتا تھا۔

جب یہ حضرت زبیرؓ بن عوام کو قتل کرنے کے بعد حضرت علیؓ کی طرف گیا تو اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے کسی شخص نے حضرت علیؓ کی خدمت میں عرض کیا۔

''ایک شخص عمرو بن الجرموز نے حضرت زبیرؓ بن عوام کو قتل کر دیا ہے اور اب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آ رہا ہے۔''

یہ خبر سن کر حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا۔

''اس کو اجازت دے دو مگر ساتھ ہی اس کو جہنم کی بشارت بھی دے دو۔''

جب وہ سامنے آیا آپؓ نے اس کے پاس حضرت زبیرؓ کی تلوار دیکھی تو آپ کے آنسو نکل پڑے اور کہا۔

''اے ظالم یہ وہ تلوار ہے جس نے عرصہ دراز تک حضورﷺ کی حفاظت کی۔''

عمرو بن الجرموز حضرت علیؓ سے ایسے الفاظ اور ایسے جواب کی امید نہیں رکھتا تھا اور حضرت علیؓ کے یہ الفاظ سن کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ پہلے تو اس نے

حضرت علیؓ کی شان میں ان کے سامنے کچھ گستاخیاں کیں چند برے الفاظ استعمال کیئے اس کے بعد خود اپنی تلوار اپنے پیٹ میں گھونپ کر مر گیا اس طرح وہ جہنم واصل ہوا۔

ان سارے واقعات پر کچھ لکھنے والے کچھ تنقید کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

کہتے ہیں۔

حاکم نے جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کو حضرت زبیرؓ بن عوام کی گفتگو سے متعلق روایت کی ہے اسی روایت کے سہارے کئی ایک مورخین بھی اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت حضرت علیؓ بن ابی طالب کے یاد دلانے پر حضرت زبیرؓ بن عوام میدان جنگ سے ہٹ کر چلے گئے اور حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ آگے کی صفوں سے ہٹ کر پیچھے کی صفوں میں جا کھڑے ہوئے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ روایت موضوع اور گھڑی ہوئی ہے اس کی کئی وجوہات ہیں اور اس سلسلے میں لکھنے والے تین وجوہات پیش کرتے ہیں۔

اول غور و فکر کی بات ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب عین اس وقت جب دونوں لشکر برسر پیکار تھے حضرت زبیرؓ بن عوام کو حضورﷺ کی یہ بات یاد دلائی اس سے قبل کیوں نہ یاد دلائی جب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے اس وقت حضرت قعقاع بن عمرو کو صلح کے لئے اصحاب جمل کے پاس بھیج دیا کم از کم انہی سے یہ کہہ دیتے کہ زبیرؓ بن عوام کو یہ اطلاع دینا اور کہنا کہ تم غلط ہو اور میں صحیح راستے پر ہوں کیونکہ حضورؐ نے ایسا فرمایا تھا لیکن اس وقت ان کو یہ بات یاد نہ

دلائی گئی بلکہ اس وقت یاد دلائی گئی جب میدان کارزار گرم ہوگیا جنگ شروع ہوگئی شاید حضرت علیؓ بن ابی طالب کو پہلے خود بھی یہ بات یاد نہ تھی۔

دوئم دوسری بات یہ لکھتے ہیں کہ اگر عین میدان کارزار میں حضرت زبیرؓ بن عوام کو یہ بات یاد دلائی گئی تھی اور ان کے یاد دلانے پر حضرت زبیرؓ میدان جنگ سے ہٹ گئے اگر واقعی غلطی پر تھے انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا تھا تو انہیں چاہئے تھا کہ وہ فوراً اس لشکر سے الگ ہو کر حضرت علیؓ بن ابی طالب کے لشکر میں شامل ہو جاتے اور اگر کسی وجہ سے شامل نہیں ہوئے تو کم از کم اپنے ماتحت لڑنے والوں کو اس بات سے آگاہ کرتے کہ وہ غلطی پر ہیں اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب حق پر ہیں لہٰذا یا تو تم لوگ حضرت علیؓ کا ساتھ دو یا پھر اصحاب جمل کی امداد اور نصرت سے کنارہ کش ہو جاؤ لیکن تاریخ میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ اور حضرت زبیرؓ بن عوام پورے لشکر کے سالار تھے اگر انہیں اپنی غلط روش کا احساس ہوگیا تھا تو انہیں پورے لشکر کو لڑنے سے منع کر دینا چاہئے تھا۔

اس کے علاوہ روایت میں یہ تو لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے یاد دلانے پر حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا تھا اور وہ لڑائی سے ہٹ گئے تھے غلطی کے احساس کا یہ کون سا انداز ہے کہ سالار تو پیچھے ہٹ جائے لیکن لشکر لڑتا رہے لہٰذا یہ مورخین لکھتے ہیں کہ اصول ورایت کی رو سے یہ روایت بالکل غلط وضع کی ہوئی اور گھڑی ہوئی ہے اصول روایت کی رو سے بھی اس کے راوی مجروح اور غیر ثقہ ہیں۔

سوئم اس بارے میں لکھاری تیسری بات یہ کہتے ہیں کہ مختلف روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت زبیرؓ میدان جنگ سے ہٹ کر الگ نہیں ہوئے بلکہ برابر لڑتے رہے۔ جس طرح حضرت عائشہؓ کے لشکر کے دوسرے لوگ لڑتے رہے چنانچہ مشہور مورخ طبری نے کچھ اس طرح لکھا ہے۔

دن کے اول حصے میں حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ سے جنگ ہوتی رہی پس یہ لوگ شکست کھا گئے اور حضرت عائشہؓ صدیقہ صلح کی توقع کر رہی تھیں اسی طرح ایک اور مقام پر طبری نے ایک اور روایت نقل کی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جنگ جمل میں باقاعدہ لڑتے رہے اور پیچھے نہیں ہٹے بلکہ شہید ہو گئے چنانچہ طبری نے محمد اور طلحہ سے روایت کی ہے وہ دونوں فرماتے ہیں۔

جب دن کے اول حصے میں لوگ پیچھے ہٹے تو حضرت زبیرؓ نے آواز دی میں زبیرؓ ہوں لوگو! میری طرف آؤ۔

جنگ زوروں پر تھی کہ حضرت زبیرؓ کو روایات کے مطابق عمرو بن الجرموز نے شہید کیا ابن جرموز حواری رسول کو شہید کرنے کے بعد ان کی تلوار اور زرات وغیرہ لے کر حضرت علیؓ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت فخر کے ساتھ اپنا یہ کارنامہ بیان کیا حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار پر حسرت کی نگاہ ڈالتے ہوئے فرمایا۔

"اس نے بار بار رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے مصائب کے بادل ہٹائے ہیں اے ابن صفیہؓ کے قاتل تجھے خوشخبری ہو کہ جہنم تیری منتظر ہے۔"

ایک اور روایت میں کچھ مورخین اس واقعے کو اس طرح لکھتے ہیں کہ جب

حضرت زبیرؓ بن عوام کا سر حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا۔

"اے اعرابی اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے کیونکہ میں نے حضورﷺ سے سنا ہے کہ۔

"ان قاتل الزبیرؓ فی النار"

(یعنی بے شک زبیرؓ کا قاتل جہنم میں ہے۔)

طبقات ابن سعد میں علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کے قاتل عمرو بن الجرموز نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس آنے کی اجازت طلب کی حضرت علیؓ نے فرمایا۔

"خدا کی قسم ابن صفیہؓ کا قاتل ضرور جہنم میں داخل ہوا کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

"ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیرؓ ہے۔"

بہر حال ان مورخین کے مطابق حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ دونوں نے میدان جنگ میں لڑتے ہوئے شہادت پائی جس وقت حضرت زبیرؓ شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر چونسٹھ سال تھی اور وہ ۳۶ ہجری کو شہید ہوئے اور وادی السباع میں دفن ہوئے۔

......☆☆......

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی زندگی میں اخلاق کا باب خاصا اور نہایت طویل ہے اخلاق کی ہر خوبی اللہ رب العزت نے ان کے اندر رکھی ہوئی تھی پارسائی پرہیز گاری زہد اور تقویٰ حق پسندی بے نیازی سخاوت اور ایثار ان کی خاص صفات میں سے تھے رقت قلب اور عبرت پذیری ان کی زندگی کا بڑا جزو تھا معمولی معمولی واقعات پر ان کے دل میں رقت اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے جسم پر خوف سے رعشہ کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی چنانچہ جب قیامت سے متعلق آیت نازل ہوئی تو حضرت زبیرؓ بن عوام نے حضورﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"اے اللہ کے رسول کیا قیامت کے روز ہمارے جھگڑے پھر دہرائے جائیں گے؟" آپﷺ نے فرمایا۔

"ہاں ایک ایک ذرہ کا حساب ہو کر حق دار کو اس کا حق دلایا جائے گا۔"

یہ سننا تھا کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کانپ اٹھے آنکھوں سے خشیت الٰہی سے

آنسو جاری ہو گئے۔

مورخین یہ بھی لکھتے ہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کا تعلق قلب سے ہوتا ہے اور نگاہ نبوت کا پہلا اثر قلب پر ہی ہوتا ہے وہ دلوں کی اجڑی ہوئی بستی کو رونق بخشتی ہے۔

مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ ویسے تو ہر صحابی رسول فتویٰ اور پرہیزگاری کا مجسمہ تھا لیکن حضرت زبیرؓ کی کتاب زندگی کا باب اخلاق سب سے زیادہ روشن اور تابناک تھا۔

وہ نہ صرف خود اس کا خیال رکھتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔

چنانچہ مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے غلام ابراہیم کی دادی ام عطاء کے ہاں گئے دیکھا کہ اس کے ہاں ایام تشریق کے بعد بھی قربانی کا گوشت موجود ہے فرمانے لگے۔

"ام عطاء حضور ﷺ نے مسلمانوں کو تین روز سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔"

انہوں نے عرض کیا۔

"میں کیا کروں لوگوں نے اس قدر گوشت بھیج دیا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔"

اس کے علاوہ مورخین آپ کی سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ اور آپ کی فیاضی کے جذبے کو بھی بڑے نمایاں طور پر پیش کرتے ہیں۔

مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ ویسے تو فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ میں ہر صحابی پیش پیش ہوا کرتا تھا لیکن حضرت زبیرؓ بن عوام کی صفت میں یہ خصوصیت تھی۔

آپ کے پاس ایک ہزار غلام تھے وہ روزانہ اجرت پر کام کر کے ایک بہت بڑی رقم لاتے تھے لیکن تاریخ کے اوراق سے پتا چلتا ہے کہ اس مال میں سے آپ نے ایک حبہ بھی اپنی ذات پر اپنے اہل وعیال پر کبھی صرف نہ کیا تھا بلکہ جو کچھ آتا وہ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا کرتے تھے دوسرے الفاظ میں آپ کیونکہ حواری رسول تھے ایک حواری میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں وہ سب آپ کی ذات میں موجود تھیں ان میں فیاضی بھی ایک بہت بڑی خوبی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت زبیرؓ بن عوام نے ایک مکان چھ لاکھ میں فروخت کیا کسی نے کہا آپ نے زیادہ قیمت لی ہے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اور ساری کی ساری رقم راہ خدا میں تقسیم کر دی ہشام بن عروہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاروقؓ اعظم شہید ہوئے تو حضرت زبیرؓ بن عوام نے سرکاری خزانے سے وظیفہ لینا بند کر دیا تھا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام ایک معتبر صحابی اور مجاہد ہونے کے ناطے موت سے بالکل بے خوف تھے اور وہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے پھر آدمی موت سے کیوں ڈرے آپ کی زندگی میں کئی ایسے مواقع آئے جب انہوں نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس سے باتیں کیں۔

لیکن بجائے اس بات کہ وہ موت سے ڈرتے موت ان سے خوفزدہ رہتی تھی جنگ یرموک میں رومنوں کے لشکر میں لشکر کے قلب میں گھس کر اور ان کو چیرتے ہوئے اس پار چلے گئے تھے اس کے علاوہ آپ جو وعدہ کیا کرتے تھے اس کو وفا کیا کرتے تھے واپسی پر رومنوں نے نرغ کر کے زخمی بھی کر دیا لیکن موت پھر بھی آپ سے دور ہی رہی۔

اسی طرح مصر کے شہر سکندریہ کے محاصرے میں جب محاصرہ طول پکڑ گیا تو آپ نے مشورہ دیا کہ سیڑھی لگا کر قلعے پر چڑھ جائیں لوگوں نے ڈرایا بھی موت کا خوف بھی دلایا بعض نے کہا قلعے میں سخت طاعون پھیلا ہوا ہے جواب میں یہی فرمایا۔

موت سے کیا ڈرنا غرض یہ سیڑھیاں جہاں لگا کر چڑھے اور جان کی بازی لگا کر قلعے پر چڑھنے کے بعد قلعے کی فتح کا باعث بن گئے۔

مسند امام احمد بن حنبل کی جلد ایک صفحہ ایک سو پینسٹھ میں آپ کی مساوات کا ذکر کر کے اسے خوب اجاگر کیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کو مساوات کا خاص خیال ہوتا تھا چھوٹے بڑے کا ران کے ہاں کوئی امتیاز نہیں تھا یہاں تک کہ وہ مسلمان کی لاشوں میں بھی تفریق اور امتیاز کے قائل نہ تھے جنگ احد میں آپ کے ماموں حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب شہید ہوئے ان کی بہن یعنی زبیرؓ بن عوام کی والدہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین کے لئے دو کپڑے لائیں۔

حضرت زبیرؓ بن عوام نے دیکھا کہ ان کے ماموں حضرت حمزہؓ بن

عبدالمطلب کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی ہے جو بے گور و کفن پڑی ہے آپ نے گوارا نہ کیا کہ ماموں کے کفن کے لئے دو کپڑے ہوں اور انصاری بے کفن ہو تقسیم کے لئے جب دونوں کپڑوں کو ناپا گیا تو وہ چھوٹے بڑے تھے لہٰذا قرعہ ڈال کر تقسیم کیا گیا تا کہ تقسیم میں کسی قسم کی ترجیح نہ ہو اور دونوں کے لئے یکساں کپڑا میسر ہو۔

اس کے علاوہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی امانت اور دیانت بھی زد عام خاص تھی اسی بناء پر لوگ انہیں اپنے مرنے کے بعد اپنی اولاد اور مال و متاع کا سرپرست اور محافظ بنایا کرتے تھے۔

ایک شخص مطیع بن سود نے بھی انہیں اپنا وصی بنانا چاہا لیکن جب آپ نے انکار فرما دیا تو وہ انتہائی لجاجت اور انکساری کے لہجے میں کہنے لگے۔

"میں آپ کو اللہ کے رسول ﷺ اور قرابت داری کا واسطہ دلاتا ہوں کیونکہ میں نے حضرت فاروقؓ اعظم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ زبیرؓ دین کے ایک رکن ہیں۔"

اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت مقدادؓ بن اسود، حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے بھی ان کو اپنا وصی بنایا تھا چنانچہ یہ نہایت دیانت داری کے ساتھ ان کے مال متاع اور ترکہ کی حفاظت کر کے ان کے اہل و عیال پر صرف کیا کرتے تھے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کا ذریعہ معاش تجارت تھا مورخین لکھتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ آپ نے جس کام کو ہاتھ لگایا اس میں کبھی خسارہ نہ ہوا آپ کی

ساری زندگی جہاد میں گزری پہلے حضورﷺ کی معیت میں جہاد کیا پھر حضرت فاروقؓ اعظم کے عہد خلافت میں شامی محاذ پر مختلف جنگوں میں حصہ لیا اس وجہ سے مال غنیمت سے بھی گراں قدر رقم حاصل ہوتی تھی۔

اس کے علاوہ حضرت فاروقؓ اعظم نے اپنے لشکر کی بھاری تنخواہیں مقرر کی ہوئی تھیں جس سے وہ اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکتے تھے سالاروں کی تنخواہیں سات ہزار سے لے کر دس ہزار تھی چنانچہ حضرت زبیرؓ بن عوام سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود کافی غیر منقولہ جائیداد کے مالک تھے جس کا تخمینہ پانچ کروڑ دولاکھ درہم کیا گیا تھا لیکن نقد رقم آپ کے پاس نہیں تھی بلکہ جو کچھ تھا وہ غیر منقولہ جائیداد کی صورت میں تھا۔

چنانچہ خاص مدینہ میں گیارہ بصرہ میں دو مصر اور کوفہ میں ایک ایک مکان تھا اس کے علاوہ کچھ زمین بھی تھی۔

شہادت کے وقت آپ پر بائیس لاکھ قرض تھا جو ان کے بیٹے عبداللہ نے کچھ زمین فروخت کر کے ادا کیا چنانچہ اس سلسلے میں ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے یہ طریقہ اپنایا کہ چار سال تک موسم حج میں اعلان فرماتے رہے کہ ان کے والد محترم زبیرؓ بن عوام پر جس کا قرض ہو وہ آ کر لے لے یہ قرضہ ادا کرنے کے بعد بھی حضرت زبیرؓ بن عوام کی چار بیویوں میں سے ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ حصہ ملا تھا۔

تجارت کے علاوہ حضرت زبیرؓ بن عوام کا زراعت بھی ذریعہ معاش تھا خیبر کو فتح کرنے کے بعد حضورﷺ نے خیبر کی زمین کو مجاہدین میں تقسیم فرما دیا تھا

چنانچہ حضرت زبیرؓ بن عوام کو بھی وہاں وسیع قطعہ اراضی ملا تھا اس کے علاوہ اطراف مدینہ میں بھی آپ کے قطعات اراضی تھے جن کو وہ خود آباد کیا کرتے تھے۔

کبھی کبھی آب پاشی کے بارے میں دوسرے شرکا سے تنازعہ اور جھگڑا بھی ہو جاتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ ایک انصاری نے جس کا کھیت حضرت زبیرؓ بن عوام کے کھیت سے ملا ہوا تھا اور نیچے کی طرف تھا اس سے آب پاشی کے بارے میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔

انصاری نے اس سلسلے میں حضورﷺ سے حضرت زبیرؓ بن عوام کی شکایت کی حضورﷺ نے حضرت زبیرؓ بن عوام سے فرمایا تم اپنا کھیت سینچ کر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دیا کرو۔

حالانکہ اس انصاری کو آب پاشی سے فائدہ اٹھانے کا کوئی حق نہیں تھا حضور نے محض اس کی رعایت فرماتے ہوئے فیصلہ صادر فرمایا تھا وہ انصاری اس فیصلے پر راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے۔

''یا رسول اللہﷺ! آپ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کی جانب داری فرمائی ہے یہ الفاظ سن کر حضورﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور حضرت زبیرؓ بن عوام کو حکم دیا۔ ''تم اپنے حق سے پورا فائدہ اٹھاؤ یعنی اپنے کھیت میں پانی سینچ کر پانی کو روکے یہاں تک کہ نالیوں کے ذریعے دوسری طرف بہہ جائے۔''

زبیرؓ بن عوام اکثر و بیشتر کھیت کی دیکھ بھال اور حفاظت کا فرض خود ہی

انجام دیتے تھے فاروقؓ اعظم کے دور خلافت میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت مقدادؓ کے ساتھ اپنی جاگیر کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے خیبر تشریف لے گئے اور رات کو تینوں علیحدہ علیحدہ اپنی جاگیر کے قریب سوئے۔

رات کی تاریکی میں کسی یہودی نے شرارت سے حضرت عبداللہ بن عمر کی کلائی اس زور سے مروڑی کہ وہ بے اختیار چلا اٹھے۔

آواز سن کر حضرت زبیرؓ مدد کے لئے دوڑے لیکن یہودی بھاگ چکا تھا چنانچہ آپ ان کو ساتھ لے کر فاروقؓ اعظم کی خدمت میں پہنچے سارا واقعہ بیان کیا حضرت فاروقؓ اعظم نے اس واقعہ کے بعد یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کر دیا تھا۔

علامہ ابن سعد اپنی طبقات جلد تین کے صفحہ تہتر پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے جرف کے مقام پر حضرت زبیرؓ بن عوام کو ایک جاگیر عطا فرمائی تھی اور اسی طرح حضرت فاروقؓ اعظم نے ان کی گراں قدر خدمات کے عوض عقیق کے مقام پر اراضی انہیں دی تھی جو مدینہ کے اطراف میں ایک خوش فضا میدان تھا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کا شمار اصحاب السابقون الاولوں اور عشرہ مبشرہ میں کیا جاتا ہے یعنی وہ دس حضرات جن کے بارے میں حضورﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی اس کے علاوہ حضورﷺ کا آپ کو اپنا حواری کہہ کر مخاطب کرنا بھی آپ کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

''مردوں میں میرا حواری زبیرؓ بن عوام ہے اور عورتوں میں عائشہؓ۔''

حضرت زبیرؓ بن عوام کے لئے یہ بھی ایک بہت بڑا اعزاز تھا کہ جنگ خندق کے موقع پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی طرح ان کے لئے بھی فرمایا تھا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

اس کے علاوہ حضورؐ نے ان کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ

''طلحہؓ بن عبید اللہ اور زبیرؓ بن عوام جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔''

امام بخاری نے ان سے متعلق روایت نقل کی ہے کہ ان کے بیٹے عروہ کہتے تھے کہ مروان بن الحکم نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کو ایک سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری ہوگئی۔ نکسیر بہت سخت پھوٹی کہ آپ حج کے لئے بھی نہ جا سکے اور انہوں نے وصیت کی۔

اس وقت قریش کا ایک شخص ان کے پاس گیا اور کہنے لگا۔

''آپ کسی کو اپنا جانشین اور خلیفہ بنائیں۔''

انہوں نے پوچھا۔ ''کیا لوگ اس کا تذکرہ کرتے ہیں؟''

اس نے کہا۔ ''جی ہاں۔''

حضرت عثمانؓ بن عفان نے پوچھا۔ ''کسے خلیفہ بنانا چاہتے ہیں؟''

یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا اتنی دیر تک ایک دوسرا شخص آیا اس نے بھی کہا کہ کسی کو خلیفہ بنایا جائے۔

اسے بھی مخاطب کر کے حضرت عثمان غنیؓ نے پوچھا۔ ''کیا لوگ اس کے

بارے میں کہتے ہیں؟“

اس شخص نے کہا۔”جی ہاں۔“

انہوں نے کہا۔” کسے خلیفہ بنانا چاہتے ہیں؟“

یہ سن کر وہ بھی خاموش رہا۔

حضرت عثمان غنیؓ نے کہا۔” شاید زبیرؓ بن عوام کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔“

تب اس شخص نے فوراً کہا۔”ہاں۔“

حضرت عثمانؓ بن عفان نے فرمایا۔

”سن لو قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جتنے لوگوں کو میں جانتا ہوں زبیرؓ ان سب میں بہتر ہیں اور حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔“

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام سے جو احادیث روایت کی گئی ہیں وہ ان میں سے دو تو بخاری اور مسلم میں ہیں چار میں بخاری منفرد ہیں ایک میں امام مسلم ان سے روایت کرنے والے ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ، حضرت مصعبؓ بن زبیرؓ، حضرت عروہؓ اور جعفر کے علاوہ مالکؓ بن اوث، عبداللہؓ بن عامر، مسلمؓ بن جناب اور آپ کا آزاد کردہ غلام ابوالحکم اور کچھ دوسرے حضرات بھی ہیں۔

جہاں تک حضرت زبیرؓ بن عوام کی ذات اور شخصیت کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کا بدن چھریرہ اور اور قد بلند و بالا تھا خصوصی طور پر آپ کے پاؤں اس قدر لمبے تھے کہ جب گھوڑے پر چڑھتے تو پاؤں زمین پر

لگتے تھے رنگ گندمی تھا سر پر لٹیں تھیں جو کندھوں تک آتی تھیں اور داڑھی خفیف تھی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کو اپنے اہل وعیال سے بڑی محبت تھی خصوصاً آپ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ اور ان کے بچوں سے بے حد محبت کرتے تھے۔

چنانچہ اپنے مال سے تیسرا حصہ خاص ان کے بچوں کے لئے وصیت فرمایا تھا آپ بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھا کرتے تھے چنانچہ جب جنگ تبوک میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے حالانکہ اس وقت ان کی عمر صرف دس سال تھی۔

حضرت زبیرؓ نے ان کو گھوڑے پر سوار کر کے ایک آدمی کے سپرد کیا اور جنگ میں بھیجنے سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ جنگ کے ہولناک مناظر کو دیکھ کر اپنے اندر جرأت اور بہادری کے اوصاف پیدا کریں چنانچہ حالات نے دکھایا کہ حضرت زبیرؓ بن عوام نے اپنی زندگی نہایت سادہ طریقے سے گزاری۔ انہوں نے اپنے آپ کو سادہ غذا کا عادی بنا رکھا تھا اور پھر یہ بھی ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام باوجود اس بات کہ دنیا کی دولت ان کے قدموں پر پڑی ہوئی تھی انہوں نے اپنی طرز معاشرت کو نہایت سادہ رکھا لباس اور غذا دونوں سادہ ہوتی تھیں۔

اگرچہ ابتداء میں حضرت زبیرؓ بن عوام کے گھر میں نہایت غریبی تھی اس

لئے کہ آپ بچپن میں یتیم ہو گئے تھے اور پھر اسلام کی برکت سے دولت میں کھیلنے لگے۔

لیکن اپنی طرز معاشرت میں انہوں نے کوئی فرق نہ آنے دیا تھا۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کا لباس بالکل سادہ ہوا کرتا تھا لیکن جنگ میں حضور ﷺ کی خاص اجازت کے تحت ریشمی کپڑے استعمال فرماتے تھے ایک مجاہد ایک سرفروش اور بہترین تیغ زن اور حرب ضرب کے ماہر ہونے کے ناطے سے آپ کو حرب وضرب کے آلات رکھنے کا بھی بڑا شوق تھا اپنے آلات حرب و ضرب کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرتے اور دوسرے ہر قسم کے تکلفات جائز سمجھتے چنانچہ مورخین لکھتے ہی کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی طرح حضرت زبیرؓ بن عوام نے اپنی تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوایا ہوا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں جن سے کثرت سے ان کے ہاں اولاد پیدا ہوئی۔ مورخین یہ بھی تائید کرتے ہیں آپ کے بعض بچے ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے پھر بھی اپنے بعد انہوں نے بہت سی اولاد چھوڑی جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

سب سے پہلے حضرت زبیرؓ بن عوام نے حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسماء سے شادی کی اور ان سے ۵ بیٹے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں بیٹوں کے نام عبداللہ، عروہ، منذر، عاصم اور مہاجر تھے۔ موخر الذکر دونوں لاولد رہ گئے تھے۔ بیٹیوں میں خدیجۃ الکبریٰ، ام حسن اور عائشہ تھیں۔

آپ کی دوسری بیوی کا نام ام خالد تھا جوام خالد بن سعد بن العاص بن امیہ تھی ان کے بطن سے آپ کے پانچ بیٹے اور بیٹیاں تھیں جن میں خالد، عمرو، حبیبہ سودہ اور ہند تھیں۔

آپ کی تیسری بیوی کا نام رباب بنت انیف بن عبید بن مصاد بن کعب بن علیم بن خباب تھا اور ان کا تعلق قبیلہ کلب سے تھا۔ حضرت زبیرؓ کے بچے بچیاں ان کے بطن سے مصعب، حمزہ اور املہ تھے۔

آپ کی چوتھی بیوی کا نام زینت تھا جوام جعفر بن مرثد بن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک بن ربیعہ بن قیس بن ثعلبہ تھی ان کے ہاں سے عبیدہ اور جعفر پیدا ہوئے۔

آپ کی پانچویں بیوی کا نام ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھا ان کے ہاں سے زینت پیدا ہوئیں۔

چھٹی بیوی کا نام ہلال بنت قیس بن نوفل تھا ان کے بطن سے خدیجہ صفراء پیدا ہوئیں۔

ہاشم بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے کہ زبیرؓ بن عوام نے کہا تھا کہ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ اپنے لڑکوں کے نام انبیاء کے نام پر رکھتے تھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے بچوں کے نام شہداء کے نام پر رکھتا ہوں اللہ انہیں شہید کرے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کا کہنا تھا کہ میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کا نام عبداللہ بن جحش کے نام پر اپنے بیٹے منذر کا نام منذر بن عمرو کے نام پر عروہ کا نام عروہ

بن مسعود کے نام پر حمزہ کا نام حمزہ بن عبدالمطلب کے نام پر جعفر کا نام جعفر ابی طالب کے نام پر مصعب کا نام مصعب بن عمیر کے نام پر عبیدہ کا نام عبیدہ بن الحارث کے نام اور خالد کا نام خالد بن سعید کے نام پر اور عمرو کا نام عمرو بن سعید العاص کے نام پر رکھا یہ سب شہداء تھے جبکہ عمرو بن سعید جنگ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔

ہشام بن عروہ روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن حضرت زبیرؓ بن عوام کے سر پر زرد رومال تھا جسے وہ لپیٹے ہوئے تھے تو حضورؐ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔

"ملائکہ زبیرؓ کی شکل میں نازل ہوئے۔"

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زبیرؓ بن عوام کو حضورؐ نے خاص طور پر ریشمی لباس زیب تن کرنے کی اجازت دی تھی عبدالوہاب بن عطا بھی بیان کرتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ سے ریشمی لباس سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ اور انس بن مالک کی روایت سے ہمیں بتایا کہ حضورؐ نے صرف حضرت زبیرؓ بن عوام کو ریشمی کُرتے کی اجازت دی تھی۔

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس سے ایک لڑکا گزرا آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے۔

تو اس کے متعلق کہا گیا کہ وہ حضور کے حواری کا بیٹا ہے۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا بشرطیکہ تم اولاد زبیرؓ میں سے ہو ورنہ نہیں ان سے دریافت کیا گیا کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کے علاوہ کوئی اور شخص بھی تھا جسے حضورؐ نے اپنا حواری کہہ کر پکارا ہو تو انہوں نے فرمایا۔

میرے علم میں کوئی نہیں ہے۔

جامع بن شداد سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر کو اپنے والد سے حدیث کی روایت کرتے سنا اس پر میں نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ میں نے زبیرؓ بن عوام سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو حضورﷺ سے حدیث بیان کرتے نہیں سنا گیا جیسا کہ دوسرے لوگوں میں سے فلاں اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں۔

پوچھنے والے کے اس سوال پر حضرت زبیرؓ بن عوام نے فرمایا۔

میں تو جب سے اسلام لایا آپ سے جدا نہیں ہوا لیکن میں نے حضورﷺ کو فرماتے سنا۔

''جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کر لے۔''

ہشام بن عروہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی جرأت مندی اور دلیری کی صفت گناتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب فاروقؓ اعظم نے حضرت عمروؓ بن العاص کو مصر کی فتح کے لئے روانہ کیا اور ان کے طلب کرنے پر کمک کے طور پر ایک اور لشکر حضرت عمرو بن العاص کی مدد کے لئے روانہ فرمایا تو اس لشکر کا سردار حضرت زبیرؓ بن عوام کو بنایا گیا تھا ان کا کہنا ہے کہ اس وقت ان علاقوں میں طاعون پھیلا ہوا تھا کسی نے زبیرؓ بن عوام کو کہا تمہیں مصر بھیجا جا رہا ہے جبکہ وہاں تو طاعون ہے اس پر انہوں نے گفتگو کرنے والے کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ہم تو نیزہ زنی اور موت کے لئے آئے ہیں اس طرح انہوں نے موت کی

بالکل پرواہ نہ کی۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کو فاروقؓ اعظم سے اس قدر محبت اور عقیدت تھی کہ ہشام بن عروہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جب فاروقؓ اعظم کو شہید کر دیا گیا تو زبیرؓ بن عوام پر اس شہادت کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے خلافت کے دفتر سے اپنا نام ہی مٹا دیا۔

ہشام بن عروہ اپنے والد سے مزید روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت زبیرؓ بن عوام کے شانوں کے بال پکڑتا اور ان کی پشت پر لٹکتا رہتا تھا اس کے علاوہ محمد بن کعب روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی ذات میں کوئی خاص تغیر محسوس نہیں ہوتا تھا بوڑھا ہونے کے باوجود بھی وہ بوڑھے نہ لگتے تھے۔

ان کے علاوہ محمد بن عمر نے روایت کی ہے کہ حضرت زبیرؓ بن عوام لمبے تھے نہ پست قد جو کمی کی طرف مائل ہو تو وہ گوشت میں پر تھے داڑھی چھدری گندم گوں اور لمبے بال والے تھے۔

عبداللہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت زبیرؓ بن عوام جنگ جمل کے لئے میدان میں کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں جا کھڑا ہوا اس کے بعد انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

”بیٹے آج ظالم قتل کیا جائے گا مظلوم ایسا نظر آتا ہے کہ میں آج بحالت مظلومی قتل کیا جاؤں گا لہٰذا مجھے سب سے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے کیا تمہاری رائے میں ہمارے قرض سے کچھ مال بچ جائے گا۔“

اس کے بعد آپ نے مزید عبداللہ بن زبیرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''مال بیچ ڈالنا قرض ادا کر دینا اور ثلث میں وصی بننا قرض ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو اس میں سے تیسرا تمہارے بچوں کے لئے ہے۔'' عبداللہ بن زبیرؓ گفتگو کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہتے تھے کہ پھر وہ مجھے اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے۔ ''اگر اس قرض میں سے تم کچھ ادا کرنے سے عاجز ہونا تو میرے مولیٰ سے مدد لے لینا۔''

لفظ مولیٰ سن کر عبداللہ بن زبیرؓ بڑے حیرت زدہ اور پھر پریشان ہوئے اپنے والد محترم کو مخاطب کر کے پوچھا۔ ''آپ کا مولیٰ کون ہے اس لئے کہ وہ مولیٰ سے مراد کو نہیں سمجھے تھے کیونکہ مولیٰ تو ان دنوں عام طور پر آزاد کردہ غلام کو کہتے تھے اپنے بیٹے کے یہ الفاظ سن کر حضرت زبیرؓ بن عوام نے فرمایا۔

''اللہ میرا مولیٰ ہے۔'' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں کبھی بھی ان کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا۔

''اے زبیرؓ کے مولیٰ ان کا قرض ادا کر دے اور کسی نہ کسی طریقے سے قرض ادا ہو جاتا تھا۔''

حضرت زبیرؓ بن عوام کی آمدنی بہت تھی وہ مقروض اس طرح ہوئے کہ لوگ ان کے پاس مال لا کر امانتاً رکھتے تھے مگر زبیرؓ کہتے تھے کہ میں انہیں امانت کے طور پر نہیں رکھوں گا بلکہ وہ قرض ہے کیونکہ مجھے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اس موقع پر کچھ مورخین یہ لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام اس حالت میں مقتول ہوئے کہ انہوں نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درہم سوائے چند زمینوں

کے جن میں الغابہ بھی تھا۔ الغابہ جنگل یا نشیب کی سرزمین کو کہا کرتے تھے اس کے علاوہ آپ کے مدینہ میں گیارہ مکان تھے دو مکان بصرہ شہر میں تھے ایک مکان کوفے میں تھا اور ایک مکان مصر میں تھا۔

مورخین مزید لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کبھی امیر نہ بنے خواہ مال وصول کرنے کے یا خراج کے یا کسی اور مالی خدمت کے البتہ حضور ابوبکرؓ صدیق اور فاروقؓ اعظم کے ہمراہ جہاد میں ضرور ہوتے تھے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے کہا کہ میں نے ان کے قرض کا حساب کیا تو وہ بائیس لاکھ درہم نکلا اس موقع پر حکیم بن حزام عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس آئے اور انہیں مخاطب کر کے کہا۔

''اے میرے بھتیجے میرے بھائی یعنی تمہارے باپ زبیرؓ بن عوام پر کتنا قرض ہے۔'' ان کے اس سوال پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے چھپایا اور یہ کہا۔

''صرف ایک لاکھ۔''

اس پر حکیم بن حزام نے کہا۔ ''واللہ میں تمہارے مال کو اتنا نہیں دیکھتا کہ اس کے لئے کافی ہو۔'' یہ الفاظ سن کر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے کہا۔

''اگر قرض ایک لاکھ نہ ہو بلکہ بائیس لاکھ ہو پھر دیکھتا ہوں تم کیا کہتے ہو۔'' اس پر حکیم بن حزام نے پھر انہیں مخاطب کر کے کہا۔

''میں تمہیں اس قرض کی ادائیگی کا متحمل نہیں دیکھتا اگر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو مجھ سے مدد ضرور لے لینا۔''

مورخین مزید لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوام الغابہ کی زمین ایک لاکھ ستر

ہزار میں خریدی تھی جبکہ ان کے بعد ان کے فرزند محترم حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اسے سولہ لاکھ میں فروخت کیا تھا اس کے بعد کھڑے ہو کر کہا۔ ''جس کا زبیرؓ کے ذمے کچھ ہو وہ ہمارے پاس الغابہ پہنچ جائے اس لئے کہ وہاں زمین کے کچھ قطعات ابھی بچ گئے ہیں جو ہنوز فروخت نہیں ہوئے۔''

کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر عبداللہؓ بن جعفر، حضرت زبیرؓ بن عوام کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے پاس آئے ان کے حضرت زبیرؓ پر چار لاکھ درہم قرض تھے انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا۔

''اگر تم لوگ چاہو تو میں وہ قرض معاف کر دوں اور اگر چاہو تو اسے ان قرضوں کے ساتھ رکھوں جنہیں تم موخر کر رہے ہو بشرطیکہ کہ تم موخر کرتے ہو۔''

اس پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا نہیں ہم اپنے باپ کا قرض معاف نہیں کروائیں گے جواب میں عبداللہ بن جعفرؓ کہنے لگے اگر یہ بات ہے تو مجھے زمین کا ایک ٹکڑا دے دو۔

اس پر عبداللہ بن زبیرؓ نے زمین کا ایک ٹکڑا مختص کر دیا اور انہیں بتا دیا کہ زمین وہ ٹکرا تمہارے لئے یہاں تک ہے۔

مورخین خصوصاً علامہ ابن سعد اپنی طبقات ابن سعد کی جلد تین میں لکھتے ہیں:

ایک روز عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت امیر معاویہ کے پاس آئے وہاں اس وقت عمرو بن عثمان، منذر بن زبیرؓ اور ابن معہ جیسے معتبر حضرات بیٹھے ہوئے تھے

اس موقع پر حضرت امیر معاویہ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''انعابہ کی کتنی قیمت لگائی گئی۔'' اس پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا۔

''ہر حصہ ایک لاکھ کا۔''

حضرت امیر معاویہؓ نے انہیں پھر مخاطب کر کے پوچھا۔

''اب باقی کتنے حصے رہ گئے ہیں جو فروخت کئے جانے ہیں؟''

عبداللہ بن زبیرؓ کہنے لگے۔''تقریباً ساڑھے چار حصے۔''

اس موقع پر منذر بن زبیرؓ نے کہا۔''ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔'' عمرو بن عثمان نے کہا۔''ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا ابن معہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ اس پر امیر معاویہؓ نے پھر حضرت عبداللہ زبیرؓ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''یہ حصے بکنے کے بعد اب تمہارے پاس کتنے حصے بچے۔''

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا۔''ڈیڑھ حصہ۔''

اس پر حضرت امیر معاویہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔''وہ ڈیڑھ لاکھ میں میں نے لے لیا۔''

اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے باپ کے چار لاکھ کے قرضے کے عوض زمین کا جو ٹکڑا عبداللہ بن جعفر کے ہاتھ فروخت کیا تھا وہ ٹکڑا بھی امیر معاویہ نے چار لاکھ کے بجائے چھ لاکھ میں خرید لیا تھا۔

مورخین خصوصیت کے ساتھ علامہ ابن سعد مزید لکھتے ہیں کہ جب حضرت زبیرؓ بن عوام کے بڑے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ اپنے والد محترم کا قرض ادا کر چکے تو

حضرت زبیرؓ بن عوام کی اولاد کے دوسرے افراد نے کہا۔

''اب ہم میں ہماری میراث تقسیم کیجئے۔''

اس پر اپنے بھائیوں اور بہنوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا۔

''نہیں واللہ میں اس وقت تک تم میں میراث تقسیم نہیں کروں گا جب تک چار سال تک زمانہ حج میں جا کر منادی نہ کرلوں کہ خبردار جس کا وہ میرے باپ زبیرؓ بن عوام پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے اور ہم اسے ادا کریں گے۔''

چنانچہ مورخین کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیرؓ لگاتار چار سال تک زمانہ حج میں منادی کرتے رہے کہ اگر کسی شخص کا قرض ان کے والدمحترم حضرت زبیرؓ بن عوام پر ہوتو وہ آئے اور لے لے جب چار سال گزر گئے تو میراث اپنے خاندان میں تقسیم کردی۔

سفیان بن عینیہ روایت کرتے ہیں کہ جو میراث حضرت زبیرؓ بن عوام کی اولاد میں تقسیم ہوئی اس کی قیمت چا کروڑ کے لگ بھگ تھی اس کے علاوہ ہشام بن عروہ نے اپنے والدمحترم سے روایت کی کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کے ترکے کی قیمت لگ بھگ پانچ کروڑ بیس لاکھ یا پانچ کروڑ دس لاکھ تھی عروہ سے بھی مروی ہے کہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی مصر میں کچھ زمینیں تھیں سکندریہ میں بھی کچھ زمینیں تھیں کوفہ اور بصرہ میں بھی کچھ زمینیں اور مکانات تھے ان کی کچھ آمدنی مدینے سے بھی ان کے پاس آیا کرتی تھی۔

علامہ ابن سعد اپنی تاریخ طبقات ابن سعد کی جلد تین صفحہ دو سو بہتر پر حضرت زبیرؓ بن عوام کی شہادت سے متعلق تفصیل کو ایک اور طرح سے بھی بیان کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ

زبیرؓ بن عوام لڑائی کے بعد اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالخمار تھا سوار ہو کر نکلے جنگ کے بعد ان کا ارادہ مدینہ منورہ واپس جانے کا تھا آخر انہیں بنی تمیم کا ایک آدمی ملا جس کا نام النعیر تھا اس نے حضرت زبیرؓ بن عوام کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے حواری رسول اللہ ﷺ ادھر آیئے۔ آپ میری ذمہ داری ہیں کوئی شخص آپ کے پاس نہیں پہنچ پائے گا۔''

اس شخص کے یہ الفاظ سن کر حضرت زبیرؓ بن عوام اس کے ساتھ ہو گئے۔

اتنی دیر میں بنی تمیم ہی کا ایک دوسرا شخص احنف بن قیس کے پاس آیا اور اسے حضرت زبیرؓ بن عوام کے متعلق تفصیل بتائی۔

اس کے بعد عمرو بن جرموز، فضالہ بن حابس، نفیل بن حابس، حضرت زبیرؓ بن عوام کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے ان سب کا تعلق بنی تمیم سے تھا۔

یہ لوگ اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے حضرت زبیرؓ کے تعاقب میں ان کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ انہیں جالیا سب سے پہلے ابن جرموز نے حملہ کر دیا اور نیزہ مار کر حضرت زبیرؓ بن عوام کو زخمی کیا جس کے جواب میں حضرت زبیرؓ بن عوام بھی ابن جرموز کے سامنے ڈٹ گئے دونوں میں مقابلہ ہونے لگا جب جرموز نے دیکھا کہ حضرت زبیرؓ بن عوام تو اس پر غالب آنے

والے ہیں اور اگر کوئی اس کی مدد کے لئے نہ پہنچا تو حضرت زبیرؓ بن عوام اسے قتل کر دیں گے لہٰذا وہ زور زور سے پکارتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو بلانے لگا۔

''اے فضالہ اے نفیل۔''

اپنے دونوں ساتھیوں کو مدد کے لئے پکارنے کے ساتھ ساتھ اپنی جان بچانے کے لئے ابن جرموز نے اس موقع پر منت محتاجی کے انداز میں حضرت زبیرؓ بن عوام کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے زبیرؓ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔'' ایسا کر کے ابن جرموز حضرت زبیرؓ بن عوام کو اپنے اوپر حملہ آور ہونے سے روکنا چاہتا تھا تا کہ اس کی جان بچ سکے۔

ابن جرموز کے یہ الفاظ سن کر حضرت زبیرؓ بن عوام نے اس پر حملہ آور ہونا بند کر دیا اور آگے بڑھے لیکن ابن جرموز نے دھوکہ دہی سے کام لیا جونہی حضرت زبیرؓ بن عوام نے اس پر حملے بند کیے وہ پشت کی طرف سے ان پر حملہ آور ہوا اور ان کا خاتمہ کر دیا کہتے ہیں ابن جرموز نے انہیں ایک ایسا نیزہ مارا جس نے ان کا کام تمام کر دیا اور وہ گر پڑے لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور ابن جرموز نے ان کی تلوار لے لی۔

ابن جرموز حضرت زبیرؓ بن عوام کا کٹا ہوا سر اور تلوار لے کر حضرت علیؓ کے پاس گیا حضرت علیؓ نے تلوار لے لی اور کہا۔

''یہ وہ تلوار ہے واللہ بارہا اس سے حضورﷺ کے چہرے سے بے چینی

دور ہوئی لیکن اب وہ موت اور فساد کی قتل گاہوں میں ہے۔“

علامہ ابن سعد اسی واقعے کو آگے بڑھاتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ جب زبیرؓ بن عوام کو دفن کیا گیا تو حضرت علیؓ بن ابی طالب اور ان کے ساتھی وہاں بیٹھ کران کے قتل ہونے پر رونے لگے تھے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام کی بیویوں میں سے ایک کا نام عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل تھا جب اسے اپنے شوہر کے اس طرح شہید ہونے کی خبر ملی تو اس نے اپنے شوہر کی شہادت پر کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

”ابن جرموز نے اس بہادر سوار کے ساتھ دغا کی۔

جنگ کے دن حالانکہ وہ بھاگنے والا نہ تھا۔

اے عمرو اگر تو انہیں آگاہ کر دیتا تو انہیں اس حالت میں پاتا کہ وہ ایسے نادان نہ ہوتے جس کا دل اور ہاتھ کانپتا ہے۔

تیرا ہاتھ شل ہو جائے کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔

تجھ پر قتل عمد کے مرتکب ہونے کا عذاب واجب ہو گیا۔

تیری ماں تجھے روئے تو کبھی ان کے جیسے شخص پر کامیاب ہوا ہے۔

اَن لوگوں میں جو اس زمانے میں گزر گئے جن میں تو شام اور صبح کرتا ہے۔

وہ کتنی ہی سختیوں میں اس طرح گھس گئے کہ انہیں ان سے باز رکھا تیری نیزہ زنی نے ہمارے سفید چہرے والے زبیرؓ بن عوام کی شہادت پر جریر بن الخطفی نے جو اشعار عربی میں کہے ان کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

مصیبت عظیم ہے اس کو جس نے وادی السباع میں
ان کی قبر بنائی جہاں ہر طرف سے ان کے لئے مقتل تھا
جب زبیرؓ کی خبر مرگ آئی تو مدینہ کی دیواریں
اور پہاڑ خوف کے مارے جھک گئے
اور زبیرؓ کی بیٹیاں ان کے غم میں روئیں
جو سنتا نہیں وہ رونے کا کیا جواب دے گا

بہر حال حضرت زبیرؓ بن عوام جن کے حضور ﷺ کے ساتھ کئی رشتے تھے اور جنہیں حضور ﷺ کا حواری ہونے کا فخر حاصل تھا وہ شہید ہوئے اور وادی السباع میں دفن کئے گئے۔

☆......ختم شد......☆

Ph:
2773302
شمع بک ایجنسی نیو اردو بازار کراچی